

اللہ سے یہ وسعت آثارِ مدینہ  
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ

جاہزہ نمبریت جدید کا ترجمان  
علمی دینی اور سماجی مجلہ

# انوارِ مدینہ

لاہور

حصہ

بِقِصَّاتِ كَاتِبِ

عماد اللہ ایڈیٹر شریح الخریٹ صاحب مولانا  
سید محمد میاں

پیشکش

قدت الکتاب عالم ربانی حضرت کبیر حضرت مولانا  
سید حامد میاں

جنوری  
2026ء



# انوارِ مدینہ

ماہنامہ

شمارہ : ۱	رجب المرجب ۱۴۴۷ھ / جنوری ۲۰۲۶ء	جلد : ۳۴
-----------	--------------------------------	----------

بیاد : قطب الاقطاب عالم ربانی محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں  
فیضانِ نظر : محمود الملة و الدين شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب

مولانا نعیم الدین صاحب (مدیر اعلیٰ)	مولانا عکاشہ میاں صاحب (مدیر مسئول)
مولانا محمد عابد صاحب (نائب مدیر)	ڈاکٹر محمد امجد صاحب (مدیر منتظم)



تربیل زر و رابطہ کے لیے	بدل اشتراک
”جامعہ مدنیہ جدید“ محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور	پاکستان فی پرچہ 50 روپے..... سالانہ 600 روپے
0333 - 4249301 : موبائل	سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ 90 ریال
0323 - 4250027 : موبائل	برطانیہ، افریقہ..... سالانہ 20 ڈالر
0333 - 4249302 : موبائل	امریکہ..... سالانہ 30 ڈالر
0304 - 4587751 : جازکیش نمبر:	جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس
دارالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر	www.jamiamadniajadeed.org
darulifta@jamiamadniajadeed.org	jmj786_56@hotmail.com
Whatsapp : +92 321 4790560	Whatsapp : +92 333 4249302

مولانا سید رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر  
دفتر ماہنامہ ”انوارِ مدینہ“ نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

## اس شمارے میں

۴		حرفِ آغاز
۱۱	حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ	درسِ حدیث
۱۵	حضرت اقدس مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	سیرتِ مبارکہ... مکہ مکرمہ کا محل وقوع اور اہمیت
۲۱	حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ	مقالاتِ حامد یہ ... نفاذِ شریعت کا سیدھا راستہ
۴۴	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	خطباتِ سید محمود میاںؒ ..... مذہبی شناخت
۴۹	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	فضیلت کی راتیں
۵۷	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	درسِ حدیث ... رسول اللہ ﷺ کی عسکری ہدایات
۶۲		اخبارِ الجامعہ
۶۴		موت العالم موت العالم !

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

- (۱) مسجد حامد کی تکمیل
  - (۲) طلباء کے لیے دائرُ الاقامہ (ہوسٹل) اور درس گاہیں
  - (۳) کتب خانہ اور کتابیں
  - (۴) پانی کی ٹینکی
- ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے



نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ أَمَّا بَعْدُ !

پاکستان ایک کثیرالمدھب معاشرہ ہے جہاں آئین تمام شہریوں کو برابر کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے ! ۲ دسمبر ۲۰۲۵ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں ”قومی کمیشن برائے اقلیتی حقوق بل“ سامنے آیا مگر اس پر ہونے والی بحث نے واضح کر دیا کہ معاملہ محض قانون سازی کا نہیں بلکہ آئینی توازن، مذہبی حساسیت اور سیاسی اتفاق رائے کا بھی ہے !

قومی کمیشن برائے اقلیتی حقوق بل کیا ہے ؟

قومی کمیشن برائے اقلیتی حقوق بل پاکستان میں اقلیتوں (مثلاً مسیحی، ہندو، سکھ، پارسی وغیرہ) کے آئینی و قانونی حقوق کے تحفظ کے لیے ایک آزاد اور بااختیار ادارہ قائم کرنے کی کوشش ہے اس بل کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ

(۱) اقلیتوں کے خلاف امتیازی سلوک، جبر اور تشدد کی نگرانی کی جائے !

(۲) جبری تبدیلی مذہب اور عبادت گاہوں کے تحفظ جیسے حساس معاملات پر نظر رکھی جائے !

(۳) حکومت کو پالیسی اور قانون سازی کے بارے میں سفارشات دی جائیں !

(۴) اقلیتوں کی شکایات سنی جائیں اور ان کے حل کے لیے بااختیار فورم موجود ہو !

(۵) اس سے پہلے اقلیتوں سے متعلق ادارے زیادہ تر حکومتی کنٹرول میں رہے، اس بل کے تحت کمیشن

کو نسبتاً خود مختار بنانے کی بات کی گئی !

ذیل میں اس بل کے تین اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی جا رہی ہے

(۱) بل کی متنازع شقیں :

اس بل کی سب سے بڑی بحث اس کی چند شقوں پر ہوئی جنہیں بعض حلقوں نے آئینی اور مذہبی معاملات میں مداخلت کے مترادف قرار دیا، خاص طور پر کمیشن کو دیے گئے اختیارات، جبری تبدیلی مذہب کی تشریح اور مذہبی معاملات پر رپورٹنگ کے دائرہ کار پر اعتراضات سامنے آئے ! ناقدین کا کہنا ہے کہ اگر کمیشن کو عدالتی یا نیم عدالتی اختیارات دیے گئے تو یہ وفاقی و صوبائی دائرہ اختیار میں تصادم کا باعث بن سکتا ہے ! مزید یہ کہ مذہبی معاملات میں کسی بھی مبہم قانون سازی سے معاشرے میں بد اعتمادی پیدا ہونے کا خدشہ ہے اس لیے ضروری ہے کہ شقیں واضح، محدود اور آئین کے عین مطابق ہوں تاکہ قانون کا غلط استعمال نہ ہو ! !

(۲) حکومت اور اپوزیشن کے مختلف موقف :

حکومت کا موقف ہے کہ یہ بل بین الاقوامی انسانی حقوق کے تقاضوں اور آئین پاکستان کی روح کے مطابق ہے اور اس کا مقصد اقلیتوں کو ایک موثر فورم فراہم کرنا ہے جہاں وہ بلا خوف اپنی شکایات درج کرا سکیں ! حکومتی حلقے اسے پاکستان کی عالمی ساکھ بہتر بنانے کی کوشش بھی قرار دیتے ہیں ! دوسری جانب اپوزیشن خصوصاً مذہبی جماعتیں، اس بات پر زور دیتی ہیں کہ قانون سازی جلد بازی میں نہیں ہونی چاہیے ! قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہم اور دیگر رہنماؤں نے واضح کیا کہ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، مگر کسی بھی بل میں ایسی شقیں شامل نہیں ہونی چاہئیں جو اسلامی تشخص یا آئینی حدود سے متصادم ہوں ! اپوزیشن کا مطالبہ ہے کہ تمام اسٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لے کر ترامیم کی جائیں ! !

(۳) اسلامی نقطہ نظر سے اقلیتوں کے حقوق :

اسلامی تعلیمات اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر واضح اور دو ٹوک موقف رکھتی ہیں ! میثاقِ مدینہ

سے لے کر خلفائے راشدین کے ادوار تک غیر مسلم شہریوں کو جان، مال اور عبادت کی مکمل آزادی دی گئی ! اسلام کسی بھی قسم کے جبر، امتیازی نا انصافی کی اجازت نہیں دیتا ! !

اسی تناظر میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہم نے پارلیمانی بحث میں واضح کیا کہ ”قادیانیوں کی چالاکیوں کا وزیر قانون کو شاید پتہ نہیں، نیا پنڈورا نہ کھولیں“

آپ نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا کہ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ نہ صرف آئینی ذمہ داری ہے بلکہ دینی فریضہ بھی ہے مگر ایسا کوئی ادارہ قائم نہیں ہونا چاہیے جو عدالتوں کے اختیارات میں مداخلت کرے، اسلامی نظریاتی کونسل یا وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ کار سے متصادم ہو ! قانون سازی ایسی ہو جو شریعت اور آئین دونوں سے ہم آہنگ ہو، تاکہ نہ تو اقلیتوں کے حقوق متاثر ہوں اور نہ ہی اکثریتی معاشرے میں اضطراب پیدا ہو ! جبری تبدیلی مذہب جیسے حساس معاملات کا فیصلہ موجودہ قوانین اور مجاز عدالتوں کے تحت ہی ہونا چاہیے، نہ کہ کسی انتظامی کمیشن کے ذریعے ! !

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہم کی جانب سے جو اہم نکتہ اٹھایا گیا اور جس پر بعد میں وسیع تر اتفاق رائے پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ

”قومی کمیشن برائے اقلیتی حقوق کو عدالتی یا نیم عدالتی اختیارات نہ دیے جائیں

اور اسے کسی بھی طور پر اسلامی قوانین، شرعی عدالتوں یا آئینی اداروں کے متوازی

نہ بنایا جائے“

”اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کمیشن ہو، مگر قانون، عدالت اور آئین سے

بالا تر کوئی فورم نہ بنایا جائے“

یہی نکتہ اس پوری بحث میں مشترکہ بنیاد بن کر سامنے آیا !



پاکستان اس وقت جن آئینی، اخلاقی اور تہذیبی بحرانوں سے دوچار ہے، ان میں سب سے زیادہ

تشویشناک پہلو یہ ہے کہ قومی فیصلوں میں اسلامی تشخص اور دینی اقدار کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے !

ایسے نازک دور میں تمام مکاتبِ فکر کے اکابر علماء کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا اور متفقہ قومی موقف اختیار کرنا، محض ایک اجلاس نہیں بلکہ ملت کے لیے واضح پیغام اور ریاست کے لیے سنجیدہ تنبیہ ہے !!

۲۲ دسمبر ۲۰۲۵ء کو منعقد ہونے والا ”مجلس اتحادِ امت پاکستان“ کا قومی مشاورتی اجلاس اس حقیقت کا عملی اظہار تھا کہ دینی قیادت نہ صرف ملک کے آئینی ڈھانچے سے باخبر ہے بلکہ اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے بیدار، متحد اور پر عزم بھی ہے! یہ اجتماع اس الزام کی بھی بھرپور تردید ہے کہ علماء محض اختلاف یا انتشار کی علامت ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جب بھی ملت کے بنیادی اصول خطرے میں پڑے، علماء صفِ اوّل میں کھڑے نظر آئے! اس اجلاس میں حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب، مفتی منیب الرحمن صاحب، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، صاحبزادہ مولانا ابوالخیر محمد زبیر صاحب، مولانا حنیف جالندھری صاحب، علامہ ابتسام الہی ظہیر صاحب سمیت تمام مکاتبِ فکر کے علماء اور دینی قائدین نے شرکت کی اور درج ذیل امور پر مکمل اتفاق رائے کا اظہار کیا:

اوّل: آئین پاکستان کی دفعہ 227 کے تحت یہ امر بالکل واضح ہے کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جاسکتا! اسلامی نظریاتی کونسل اپنی سفارشات پہلے ہی مرتب کر چکی ہے، لیکن افسوس کہ ماضی میں انہیں پارلیمنٹ میں پیش نہیں کیا گیا! یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ نفاذِ شریعت اور اسلامی قوانین سے متعلق سفارشات فوری طور پر پارلیمنٹ میں پیش کر کے قانون سازی کی جائے!!

دوم: اسلامی قوانین کے تحفظ اور غیر اسلامی قوانین کے خاتمے کے لیے وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کا شریعت ایبیلیٹ بنج بنیادی ادارے ہیں، لیکن آئینی تقاضوں کے برخلاف ان میں علماء کی عدم تعیناتی ایک سنگین مسئلہ ہے جس کے باعث عوام شریعت سے متعلق بروقت انصاف سے محروم ہے!

اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کے مطابق فوری طور پر علماء کو ان عدالتوں میں تعینات کیا جائے!!

سوم: سودی نظام کے مکمل خاتمے کے لیے مقررہ مدت ۳۱ دسمبر ۲۰۲۷ء کو ختم ہو رہی ہے اور یکم جنوری ۲۰۲۸ء سے اسلامی مالیاتی نظام کے نفاذ کا آئینی تقاضا ہے، لیکن عملی طور پر سود کو برقرار رکھنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں حتیٰ کہ بعض بین الاقوامی معاہدات کی بنیاد پر استثناء دینے کی تجاویز

سامنے آرہی ہیں ! اجلاس واضح کرتا ہے کہ کوئی بھی معاہدہ قرآن و سنت اور ملکی آئین سے بالاتر نہیں ہو سکتا، کیونکہ سود اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے مترادف ہے لہذا سود کے خاتمہ کے مقررہ شیڈول پر بلا تاخیر عمل کیا جائے !!

چہارم : ستائیسویں آئینی ترمیم کے بعض پہلو قرآن و سنت اور عدلی اسلامی کے صریح منافی ہیں، خصوصاً اعلیٰ ریاستی و عسکری مناصب پر غیر معمولی توسیع کا اختیار ! اسلام شفاف عدل، جواب دہی اور مساوات کا دین ہے جس کی روشن مثالیں عہدِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ میں ملتی ہیں ! اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اس ترمیم کو یا تو منسوخ کیا جائے یا وسیع قومی مشاورت کے ذریعے دستور کی روح کے مطابق ڈھالا جائے !!

پنجم : اسلام آباد کے لیے نافذ کیے گئے حالیہ قانون، جس میں اٹھارہ سال سے کم عمر نکاح کو جرم قرار دیا گیا ہے، کو قرآن و سنت کے منافی قرار دیتے ہوئے اجلاس نے واضح کیا کہ اسلام میں نکاح کے لیے کوئی مقررہ عمر نہیں، بلکہ بلوغ اصل معیار ہے ! ایسے قوانین معاشرتی بگاڑ اور فتنہ و فساد کو فروغ دینے کا سبب بن سکتے ہیں، اس لیے ان قوانین کو منسوخ کیا جائے !!

ششم : ٹرانس جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء کو وفاقی شرعی عدالت قرآن و سنت کے خلاف قرار دے چکی ہے، تاہم اس فیصلے کے خلاف اپیل زیر التوا ہونے کے باعث قانون تاحال نافذ ہے ! اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق اس قانون کا از سر نو جائزہ لے کر ضروری ترمیم کی جائیں !!

مجلس اتحاد امت پاکستان کا یہ اجلاس اس امر کی یاد دہانی کرتا ہے کہ اختلافِ رائے کے باوجود مشترکہ نکات پر جمع ہونا ہی سنتِ نبوی ﷺ اور اسلاف کا طریقہ رہا ہے۔ اگر ہم قرآن و سنت کو مرکز بنا کر باہمی احترام اور برداشت کے ساتھ آگے بڑھیں تو نہ صرف فرقہ واریت کا سدباب ممکن ہے بلکہ امت ایک بار پھر اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکتی ہے ! اب ذمہ داری حکومت اور ریاستی اداروں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اس متفقہ دینی آواز کو سنجیدگی سے سنیں، کیونکہ قوموں کی بقاء محض طاقت سے نہیں

بلکہ عدل، شریعت اور اجتماعی اتفاق سے ہوتی ہے !!

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس اجلاس میں ہونے والے فیصلے محض بیانات تک محدود نہ رہیں بلکہ عملی اقدامات کی صورت میں سامنے آئیں ! دینی قیادت کے ساتھ ساتھ عوام، مدارس، مساجد اور دینی اداروں کو بھی اتحادِ امت کے اس پیغام کو عام کرنا ہوگا !!

عوام کیا کریں ؟

مجلس اتحادِ امت پاکستان کے متفقہ فیصلے اس بات کے متقاضی ہیں کہ ذمہ داری صرف علماء یا قیادت تک محدود نہ رہے بلکہ ہر باشعور مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق اپنا کردار ادا کرے ! عوام کے لیے چند بنیادی اور عملی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں :

(۱) دینی شعور حاصل کریں :

سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ عوام آئین پاکستان کی اسلامی دفعات، سود کے مسئلے، خاندانی نظام اور شریعت سے متعلق قوانین کے بارے میں خود آگاہی حاصل کریں ! لاعلمی ہی وہ خلا ہے جسے غیر اسلامی نظریات پُر کرتے ہیں !!

(۲) علماء کے اجتماعی موقف کا ساتھ دیں :

انفرادی اختلافات سے بالاتر ہو کر علماء کے اس متفقہ اور آئینی موقف کی اخلاقی تائید کی جائے ! سوشل میڈیا، علمی مجالس اور نجی گفتگو میں اتحادِ امت کے پیغام کو مثبت انداز میں عام کیا جائے !!

(۳) فرقہ واریت اور نفرت سے اجتناب کریں :

عوام کو چاہیے کہ اشتعال انگیز زبان، الزام تراشی اور فرقہ وارانہ مباحث سے مکمل پرہیز کریں ! اتحادِ امت کا تقاضا یہی ہے کہ اختلاف کے باوجود احترام اور برداشت کو ملحوظ رکھا جائے !!

(۴) دینی اداروں اور مدارس سے ربط رکھیں :

مساجد، مدارس اور معتبر دینی اداروں سے تعلق مضبوط کیا جائے، ان کی علمی و اصلاحی سرگرمیوں میں شرکت کی جائے اور نئی نسل کو دینی ماحول سے جوڑا جائے !!

(۵) آئینی اور پُر امن جدوجہد کا حصہ بنیں :

کسی بھی دینی مطالبے کے لیے آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے آواز بلند کی جائے ! احتجاج ہو یا اظہارِ رائے، وہ شریعت، اخلاق اور ملکی قوانین کے مطابق ہو !!  
(۶) دعاؤں کا اہتمام کریں :

امت کے اجتماعی معاملات میں دعاسب سے مؤثر ہتھیار ہے ! علماء کے اتحاد، ملک کے استحکام، عدل کے نفاذ اور فتنوں سے حفاظت کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا جائے !!  
آخر میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر عوام بیدار ہوں، سنجیدہ ہوں اور متحد ہوں تو کوئی طاقت ملت کے دینی تشخص کو مٹا نہیں سکتی ! علماء نے راستہ دکھا دیا ہے، اب عوام کی ذمہ داری ہے کہ اس راستے پر استقامت کے ساتھ چلیں !!

بطور دینی مجلہ ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایسی اجتماعی دینی کاوشوں کو اُجاگر کریں جو امت کو جوڑنے، رہنمائی دینے اور آئینی و شرعی راستے کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بنیں !!  
ہم حکومتِ وقت، پارلیمنٹ اور ذمہ دار اداروں سے پُر امید ہیں کہ وہ علماء کے اس متفقہ اور سنجیدہ موقف کو محض ایک رائے نہیں بلکہ قومی خیر خواہی پر مبنی رہنمائی سمجھتے ہوئے اس پر غور کریں گے !  
مجلس اتحاد امت پاکستان کا یہ متفقہ اجلاس اس حقیقت کا اعلان ہے کہ ملت کے بنیادی، دینی، آئینی اور تہذیبی مسائل پر علماء کی صفوں میں کوئی انتشار نہیں بلکہ اختلافات کے باوجود ایک واضح مشترکہ لائحہ عمل موجود ہے ! ہم سمجھتے ہیں کہ اس اجتماع کی اصل کامیابی اسی وقت مکمل ہوگی جب اس کے فیصلے محض اعلامیوں تک محدود نہ رہیں بلکہ دینی ادارے، مدارس، خطباتِ جمعہ اور عوامی شعور کے ذریعے قوم کے ہر طبقے تک پہنچیں !!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس اتحاد کو دوام عطا فرمائے، اخلاص قبول فرمائے اور پاکستان کو حقیقی معنی میں اسلام کے عادلانہ اور فلاحی نظام کی طرف گامزن فرمائے، آمین

محمد عابد

۱۷ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ / یکم جنوری ۲۰۲۶ء



عَلَيْهِ السَّلَامُ

دَرَسِ حَدِيثِ

بَوَّالِغِ الْإِيمَانِ

قطب الاقطاب عالم ربانی محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہ کا مجلس ذکر کے بعد درس حدیث ”خافاہ حامد یہ چشتیہ“ شارح راینیوٹڈ لاہور کے زیر انتظام ماہنامہ ”انوارِ مدینہ“ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

”جہاد“ ایک فریضہ ! جہاد کے ثواب کی مختلف شکلیں

جذبہ جہاد سے عاری ہونا نفاق کی علامت ہے !

درس حدیث نمبر ۲۶ (۲۵/ربیع الاول ۱۴۰۲ھ/۲۲/جنوری ۱۹۸۲ء)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ آمَنَّا بَعْدُ !

جناب رسول اللہ ﷺ نے جہاد پر بڑا زور دیا ہے اور مسلمان کے لیے اس میں جو ثواب بتلایا ہے

وہ بہت زیادہ ہے تو ثواب بتلا کر ترغیب بھی دی بلکہ اسے ایمان کی کسوٹی بنا دیا !

ارشاد فرمایا جو آدمی ایسا ہو کہ کبھی اس کے دل میں خیال نہ آیا ہو کہ میں جہاد فی سبیل اللہ کروں،

نہ کبھی جہاد کیا نہ دل میں خیال آیا تو جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آدمی ناقص الایمان ہے

یہ مکمل ایمان والا ہے ہی نہیں ! نفاق کی ایک قسم ہے اس کے اندر ! اگر وہ اسی طرح رہا تو اس کی

موت جو ہوگی وہ گویا ایک قسم کے نفاق کی حالت میں ہوگی !!

مَنْ مَاتَ وَكَمْ يَغْزُو وَكَمْ يَحْدِثُ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِّنْ نَّفَاقٍ ۱

اور جہاد کیا ہے ؟ جہاد کا مطلب محض لڑنا نہیں ہے ! بلکہ کسی خاص غرض سے جہاد ہوتا ہے

ایک شخص نے آکر دریافت کیا کہ ایک آدمی لڑتا ہے اور نیت اس کی یہ ہے کہ مجھے مالِ غنیمت ملے،

ایک اور آدمی ہے بہت عمدہ میدانِ جنگ کا نقشہ بنانا جانتا ہے لڑنا جانتا ہے اس کی (نیت) یہ ہوتی ہے کہ میرا چرچا ہوشہور ہو جائے یہ اس کے دل میں خواہش ہے !

وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ كَوَيْلِيءٍ يَبْعَثُ رِجَالًا يَلْبِسُونَ ثِيَابَ الْمُؤْمِنِينَ لِيَرَوْا مَكَانَهُمْ وَإِذَا جَاءَهُمْ يُقَاتِلُوا وَإِذَا حَارَبُوا هَرَبُوا وَكَذَلِكَ يَسْتَلْفِتُونَ سَبِيْلَ اللَّهِ لِيُرَى مَكَانَهُمْ كَوَيْلِيءٍ يَبْعَثُ رِجَالًا يَلْبِسُونَ ثِيَابَ الْمُؤْمِنِينَ لِيَرَوْا مَكَانَهُمْ وَإِذَا جَاءَهُمْ يُقَاتِلُوا وَإِذَا حَارَبُوا هَرَبُوا وَكَذَلِكَ يَسْتَلْفِتُونَ سَبِيْلَ اللَّهِ لِيُرَى مَكَانَهُمْ

میں لڑ سکتا ہوں کتنا بہادر ہوں کتنا قوی ہوں وہ دکھانا چاہتا ہے اپنے آپ کو ! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آدمی جو اپنی بہادری دکھا رہا ہے اور وہ آدمی جس کا یہ منشا ہے کہ میں چاہے رہوں یا مارا جاؤں میرا نام تو ہو جائے گا چرچا تو ہوگا اور وہ آدمی جو مالِ غنیمت کے لیے لڑ رہا ہے کہ لڑیں گے جیتیں گے مال حاصل ہوگا حصہ ملے گا !

اس نے پوچھا فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ان میں سے کون خدا کی راہ میں لڑ رہا ہے ؟  
 آپ نے فرمایا حقیقی مجاہد وہ ہے جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، اللہ کے دین کو بلندی نصیب ہو، وہ ہے (مجاہد) فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ قَاتَلَ لِيَتَكُونَ كَلِمَةً لِلَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۗ  
 صرف نیت پر اجر ہے :

اور یہ نیت رکھنی اور دل میں حسرت ہونی اور تمنا ہونی اور (پھر جہاد میں) نہ جاسکنا اس میں کوئی اجر ہے ؟ جیسے کہ اگر کسی آدمی کے دل میں خیال ہی نہیں کہ میں جہاد کروں ! تو اس کے بارے میں آپ نے فرمایا مَاتَ عَلَى شُعْبَةَ بْنِ نَفَاقٍ ! تو کیا جو آدمی جانے لے سکتا ہو اور جی اس کا چاہتا ہو، اس کے لیے کوئی اجر ہے ؟

تو حضرت انسؓ اس کے راوی ہیں کہ ایک دفعہ ہم راستے میں آرہے تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَاذْيَا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ مَدِينَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِيُرَى مَكَانَهُمْ كَوَيْلِيءٍ يَبْعَثُ رِجَالًا يَلْبِسُونَ ثِيَابَ الْمُؤْمِنِينَ لِيَرَوْا مَكَانَهُمْ وَإِذَا جَاءَهُمْ يُقَاتِلُوا وَإِذَا حَارَبُوا هَرَبُوا وَكَذَلِكَ يَسْتَلْفِتُونَ سَبِيْلَ اللَّهِ لِيُرَى مَكَانَهُمْ

جہاں بھی تم چل رہے ہو یا وادی قطع کر رہے ہو، راستہ ملے کر رہے ہو، جہاں بھی پہنچ گئے ہو تم گو کہ ہیں وہ لوگ مدینہ میں مگر تمہارے ساتھ ہیں ! ! اور یہ بھی آیا ہے إِلَّا شَرِكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ وَهَذَا جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِيُرَى مَكَانَهُمْ كَوَيْلِيءٍ يَبْعَثُ رِجَالًا يَلْبِسُونَ ثِيَابَ الْمُؤْمِنِينَ لِيَرَوْا مَكَانَهُمْ وَإِذَا جَاءَهُمْ يُقَاتِلُوا وَإِذَا حَارَبُوا هَرَبُوا وَكَذَلِكَ يَسْتَلْفِتُونَ سَبِيْلَ اللَّهِ لِيُرَى مَكَانَهُمْ

تمہارے ساتھ شریک ہوں گے ! ! قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ عَرَضَ كَيْفَ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِيُرَى مَكَانَهُمْ كَوَيْلِيءٍ يَبْعَثُ رِجَالًا يَلْبِسُونَ ثِيَابَ الْمُؤْمِنِينَ لِيَرَوْا مَكَانَهُمْ

(حالانکہ) وہ یہاں آئے بھی نہیں، مدینہ ہی میں ہیں ! ؟ ارشاد فرمایا ہاں مدینے میں ہیں وہ اور اجر مل رہا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ معذور ہیں **حَبَسَهُمُ الْعُدْرُ**۔ کوئی وجہ ہوگی، پریشانی ہے، کوئی بیماری ہے، جی چاہتا ہے، نہیں جاسکتا، جی چاہتا ہے سواری کا انتظام نہیں، خرچے کا انتظام نہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بھی تمہارے ساتھ ہی ہے اور ان کو بھی ثواب اسی طرح مل رہا ہے جیسے کہ تم حاصل کر رہے ہو !

رسول اللہ ﷺ نے جیسے اس شخص کے بارے میں بتلایا کہ جو کبھی جہاد کا خیال نہیں کرتا وہ بہت غلط راہ پر ہے ! اسی طرح (جو صرف نیت رکھتا ہے) اس کو بھی بتایا کہ یہ ثواب میں شریک ہے ! کیونکہ اس کے دل میں یہ ہے کہ ایسے کروں ایسے کروں مگر مجبور ہے کہ وہ نہیں کر سکتا، ایسی مجبوری کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کو اجر دیتے ہیں !!

تو مطلب یہ ہوا کہ ہر آدمی کو جہاد کے لیے تیار رہنا چاہیے اور جہاد کرنا چاہیے ! اور یہ ایک فرض تھا اور فرض ہے ایسا کہ جب اس کام میں امت لگتی ہے تو وہ کامیاب ہوتی ہے، جہاں ایسا موقع ہو اور جہاں ایسی چیز ہو وہاں ان کو اللہ تعالیٰ کامیابی بخشے گا ! آقائے نامدار ﷺ نے یہ تمام چیزیں بتلا دی ہیں نیتیں بتادی ہیں کس طرح اور کیسے کام کرنا چاہیے ؟ وہ بتا دیا ہے !!

مجاہد کے اہل خانہ کی خبر گیری :

یہ بھی ہے اس میں کہ اگر کوئی آدمی نہیں جاسکا اور دوسرے ساتھی گئے تو ان کے گھر والوں کی دیکھ بھال کرنا اور **بِخَيْرٍ** (اچھی نیت سے ہو) یعنی بری نیت سے نہ ہو ! اسی نیت سے ہو کہ اللہ راضی ہو جائے، باقی کوئی اور نیت نہ ہو !!

ساز و سامان کی فراہمی :

**مَنْ جَهَّزَ غَايِبًا** خود نہیں جاسکا مگر اس نے سفر کا سامان کر دیا، یہ بھی ایک شکل ہے جہاد کی !

تو ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو بھی ثواب ملے گا !!

جذبہ جہاد سے عاری ہونا :

لیکن اگر کسی نے نہ یہ کیا نہ یہ کیا تو اَصَابَهُ اللهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۱ قیامت سے پہلے اس کو اللہ تعالیٰ کسی شدید مصیبت میں گرفتار فرمائیں گے ! تو یہ جہاد ایسی چیز ہے کہ دین کے پھیلنے کا ایک ذریعہ ہے اور اس میں ہوتا یہی ہے کہ اللہ کا دین پھیلانے کی نیت ہوتی ہے اور اگر دین پھیلانے کا جذبہ اس میں نہیں ہے تو ظاہر بات ہے کہ اس کا ایمان کمزور ہوگا (تو یہ چیز نفاق کی علامت ہوئی) !!! اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے، آمین ! اختتامی دعا..... (مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ مئی ۱۹۹۵)



### تقریب تکمیل بخاری شریف و دستار بندی

۲۱ / رجب المرجب ۱۴۴۷ھ / ۱۱ / جنوری ۲۰۲۶ء بروز اتوار جامعہ مدنیہ جدید میں

”تکمیل بخاری شریف و دستار بندی“ کی پروقا تقریب ان شاء اللہ صبح دس بجے

منعقد ہوگی ! اس مبارک موقع پر شرکت فرما کر برکات سے مستفیض ہوں

اس موقع پر ملک عزیز کے کبار علماء و مشائخ کرام تشریف لارہے ہیں

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم

بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیں گے ان شاء اللہ

الداعی الی الخیر

عکاشہ میاں غفرلہ و اراکین و خدام جامعہ مدنیہ جدید

## سیرت مبارکہ ..... مکہ مکرمہ محل وقوع ، اہمیت

سید الملة و مؤرخ الملة حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب کی تصنیف لطیف

سیرت مبارکہ ”محمد رسول اللہ“ ﷺ کے چند اوراق



قصی اور تعمیر مکہ :

مکہ کے باشندے اس کو بے ادبی سمجھتے تھے کہ خانہ کعبہ کے قریب رات کو آرام کریں یا اللہ کے گھر کے برابر اپنا گھر بنائیں، ضرورت کے وقت وہ خیمے یا چھولداریاں لگا لیتے تھے، مکان یہاں نہیں بناتے تھے اس لیے شہر کی آبادی کعبہ سے کچھ فاصلہ پر نشیبی حصہ میں تھی ۱۔

کعبہ کے قریب جب آبادی نہیں تھی اور اس علاقہ (حرم) میں خود رو درخت کا کائنا ممنوع تھا تو قدرتی بات تھی کہ انسانوں کے بجائے درختوں کے ہجوم نے خانہ کعبہ کے احاطہ کو گھیر رکھا تھا سب طرف کیکر کے درخت تھے یا پیروں کی جھاڑیاں، خود انسانوں کے رہنے کا علاقہ (شہر مکہ) تنگ ہو گیا تھا اس کو توسیع کی ضرورت تھی !

قصی نے مکہ پر قبضہ کیا تو شہر مکہ کی تعمیر جدید کا منصوبہ بھی تیار کیا ! اس جنگل کو صاف کرایا لوگوں کے وہم کو دور کرنے کے لیے سب سے پہلے خود کلہاڑا چلایا اور اعتراض کا جواب یہ دیا کہ ہمارا مقصد آبادی ہے، بربادی مقصود ہو تو بے شک درخت کاٹنے ممنوع ہیں ۲۔

۱۔ مُسفلہ یہی حصہ ہے اس کے بالمقابل بلند حصہ کو مُعَلَّات کہتے ہیں، کعبہ اسی حصہ میں تھا مورخین نے مکہ اور بکہ میں یہ فرق کیا ہے کہ بکہ وہ بلند حصہ جس میں ”کعبہ“ ہے اور مکہ پورا شہر یا مکہ کا وہ مقابل حصہ جس میں شہر آباد تھا (معجم البلدان، لفظ بکہ) اس حصہ کو بکہ اس لیے کہتے تھے کہ یہاں زائرین کا ہجوم رہتا تھا نیز اس لیے کہ عقیدہ یہ تھا کہ یہ جا برون ظالم طاقتوں کی گردن توڑ دیتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۷۲)

۲۔ وضاق البلد وکان کثیرا الشجر العضاة والمسلم فہابت قریش قطع ذلك فی الحرم فامرہم قصی بقطعه و قال انما تقطعونہ لمانزلکم و لخططکم و بہلۃ اللہ علی من اراد فسادا و طع ہو بیدہ و اعوانہ۔ (ابن سعد ج ۱ ص ۴۰)

پھر ایک خاص نقشہ کے ساتھ مکہ کو آباد کرنا شروع کیا خالی اراضی کے پلاٹ بنائے اور قریش کے ہر ایک خاندان کو ایک پلاٹ دے دیا یعنی ہر قبیلہ کی الگ کالونی آبادی کر دی۔ ان ہی کالونیوں کے محل وقوع کے لحاظ سے قریش ظواہر اور قریش بطاح کی اصطلاحیں ایجاد ہوئیں ! ۲

اس عقیدے کو بھی ختم کیا کہ خانہ کعبہ کے قریب مکان نہ بنائے جائیں بلکہ قریش کے کچھ خاندان یہاں آباد کیے اور کچھ خاندان شہر کے بیرونی حصہ میں ! البتہ یہ ہدایت کر دی کہ کعبہ کے قریب دوسری منزل تعمیر نہ کی جائے ۳ اس جدید نقشہ میں خانہ کعبہ وسط میں رہا ! خانہ کعبہ کے گرد بہت وسیع میدان چھوڑا گیا، محلوں (کالونیوں) کے بیچ میں راستے رکھے گئے، یہ راستے (سڑکیں) خانہ کعبہ کے میدان پر آ کر ختم ہوتے تھے، ان میں وہ سڑک بھی تھی جس کو ”طریق ابی شیبہ“ کہا جاتا تھا یہ سڑک بہت وسیع اور سب سے زیادہ چالو تھی !!

ایک سڑک باب صفا سے شروع ہو کر جنوب کی جانب باب احیاء تک جاتی تھی اسی راستہ پر بزازہ تھا ۴ سقیفہ بنی عائدہ بھی اسی راستہ پر تھا، اسی سڑک کے قریب وہ مکان تھا جو آنحضرت ﷺ نے کرایہ پر لیا تھا جب آپ نے بعثت سے پہلے سائب بن ابی سائب کی شرکت میں تجارت شروع کی تھی ۵ آباد ہونے والوں کو اجازت دے دی کہ وہ کعبہ کے میدان میں اپنی نشست رکھیں چنانچہ اسی میدان میں الگ الگ محلہ (قبیلہ) والوں کی الگ الگ مجلسیں ہوا کرتی تھیں !!

دارالندوة : کعبہ کے سامنے قصی نے اپنا مکان بنوایا اس کا صدر دروازہ کعبہ کی طرف رکھا اس کو

۱۔ قطع قصی مکہ ارباعا بین قومہ فانزل کل قوم من قریش منازلہم التی اصبحوا فیہا الیوم (ابن سعد ۱/ ۳۰)

ابن سعد و ابن ہشام نے قبیلوں اور کالونیوں کو نام بنام بیان کیا ہے (ابن سعد ج ۱ ص ۳۰، ۳۱، سیرۃ ابن

ہشام ج ۱ ص ۷۹)

۲۔ ادخل قصی بطون قریش کلہا الا بطح فسموا قریش البطاح واقام بنو معیص بن عامر بن لوی و

بنو تیم و بنو محارب و بنو الحارث بظہر مکہ فہؤلأء الظہواہر (ابن سعد ج ۱ ص ۳۰)

۳۔ کما امر بان لا یرفعوا بیوتہم عن الکعبۃ فتنظلم مشرفۃ علیہا (تاریخ مکہ احمد السباعی ص ۴۴)

۴۔ بظاہر پرانی آبادی کوئی آبادی سے طریق ابی شیبہ ملاتا تھا ۵۔ تاریخ مکہ لاحمد الباسعی ص ۱۶

قومی کاموں کے لیے عام کر دیا اور دارُالندوة اس کا نام رکھا (کمیٹی گھر) ۱۔

محبتِ قومِ قصی کا سیاسی اور مذہبی مسلک :

وہی قصی جس کا بچپن یتیمی میں گزرا تھا، اس انقلاب کے بعد اپنی قوم کا سب سے بڑا شخص تھا، وہ گویا پوری قوم کا مالک تھا جس کی عظمت دلوں کی گہرائیوں تک پہنچی ہوئی تھی یہاں تک کہ لوگ اس سے برکت حاصل کیا کرتے تھے ۲۔ قوم کے پاس پہلے سے کوئی دستور العمل یا قانون نہیں تھا تو اسی کا قول قانون ہوتا تھا اور نہ صرف زندگی میں بلکہ بقول ابن سعد اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے قول کی ایسی ہی تعظیم کی جاتی تھی جیسے کسی مذہبی حکم کی ۳۔ مگر

(۱) نہایت عجیب اور دورِ حاضر کے سیاست دانوں کے لیے بہت زیادہ قابلِ قدر اور سبق آموز بات یہ ہے کہ اس تمام عظیم اور اقتدار کے باوجود قصی نے نہ تاجِ شاہی سر پر رکھا، نہ اپنے آپ کو بادشاہ کہلوانا پسند کیا ! اس نے اپنے رسمی اعزاز اور اپنی وجاہت و عظمت کے مقابلہ میں قوم کی روایات اور ان کے مذاق کا احترام کیا، حریت اور آزادی اس قوم کا وہ جوہر تھا جس نے کبھی بھی کسی شاہ یا شاہنشاہ کے سامنے اس قوم کی گردن نہیں جھکنے دی تھی، قصی نے تحتِ سلطنت اور تاجِ شاہی کے مقابلہ میں اس جوہر کو محفوظ رکھنے اور ترقی دینے کی کوشش کی ! اس سے بڑھ کر اپنی قوم کے ساتھ اخلاص کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے دربارِ شاہی کے بجائے دارُالندوة تعمیر کیا اور اس کا ایسا نظام بنایا جس کے لیے جمہوری کے علاوہ اور کوئی لفظ مناسب نہیں ہو سکتا جس میں فرد یا شخص کی نہیں بلکہ نظام کی تعظیم تھی اور ملوکیت یا شخصی اقتدار سے یہاں تک اجنبیت تھی کہ نہ دارُالندوة کا کوئی صدر (چیرمین) تھا نہ اس جمہوری نظام میں صدر کا کوئی عہدہ تھا بہت سے فرائض پورٹ فولیو تھے جو مختلف قبائل پر تقسیم کر دیے گئے تھے قبیلہ کا سربراہ اس فریضہ کا ذمہ دار ہوتا تھا تفصیل آگے آئے گی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ یہ قصی کا سیاسی ذوق اور سیاسی مسلک تھا

۱۔ ابن سعد ج ۱ ص ۳۹، سیرة ابن ہشام ج ۱ ص ۷۹ ۲۔ تیمنت بہ وبامره و شرفته قریش وملنکة (ابن سعد ج ۱ ص ۳۰) تملك علی قومہ واهل مکة فملکوه (ابن ہشام ج ۱ ص ۷۸) فحاز شرف مکہ کله (ابن ہشام ج ۱ ص ۷۸) ۳۔ ويتبعون امره کالدين المتبع لايعمل بغيره في حياته وبعده موته (ابن سعد ج ۱ ص ۳۹)

(۲) سیاسی رہنما عموماً مذہب کو سیاست کی حد تک مانا کرتے ہیں قصی کا مذہب بھی تابع سیاست تھا قریش میں اب تک بت پرستی عام نہیں ہوئی تھی مگر توحید پرستی کا جذبہ بھی ٹھنڈا ہو گیا تھا بنو خزاعہ نے جو بت اور مورتیاں خانہ کعبہ میں رکھ دی تھیں قریش نے بھی ان کو بنو خزاعہ کی نظر سے دیکھا اور قصی جیسا فاتح جس کو دین ابراہیمی کا علمبردار ہونا چاہیے تھا وہ مفتوح قوم (بنو خزاعہ) کا جانشین بن گیا ! بقول حافظ عماد الدین ابن کثیر

”بیت عتیق“ ”خانہ کعبہ“ اس کی تحویل اور تولیت میں آ گیا مگر مورتیوں کی پوجا خانہ کعبہ کے گرد نئی نئی مورتیاں استھابت کرنے، بتوں کے نام پر قربانیاں دینے اور چڑھاوا چڑھانے وغیرہ وغیرہ کی ان تمام فتنج رسموں اور بدعتوں کے ساتھ جو بنو خزاعہ یہاں جاری کر چکے تھے ! اس وقت تقاضائے سیاست یہی تھا کیونکہ بنو خزاعہ کے کئی سو سال کے اقتدار نے عرب کا مذاق یہی بنا دیا تھا ! قصی بنو خزاعہ کو شکست دے سکتا تھا مگر پورے عرب سے مقابلہ کے لیے اس کو پیغمبرانہ عزم کی ضرورت تھی جس سے وہ محروم تھا ! !

(۳) حج جس کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیم سے ہوئی تھی بنو خزاعہ نے اگرچہ اس میں سڑک کی آمیزش کر دی تھی اور اللہ رب العالمین کے بجائے اس کا رخ غیر اللہ کی طرف پھیر دیا تھا مگر اس کی ٹیپ ٹاپ اور شان و شوکت میں فرق نہیں آنے دیا تھا ! بنو خزاعہ نے خانہ کعبہ کی مختلف خدمات اور حج کے انتظامات مختلف قبائل کے سپرد کر رکھے تھے قصی کی یہ فراخ حوصلگی اور دانش مندی تھی کہ اس نے ان انتظامات کو بحال رکھا جو خدمت جس خاندان کے سپرد تھی قصی نے اس میں تبدیلی نہیں کی ! اس کی سیاسی مصلحت یہ ہو سکتی ہے کہ اس طرح ان تمام خاندانوں کی حمایت قصی نے حاصل کر لی اور ابن اسحاق کی رائے یہ ہے کہ انہ کان براہ دنیا فی نفسہ لا ینبغی تغیرہ ۲

یعنی جن روایات کی بنا پر جو خدمت کسی خاندان کے سپرد تھی قصی خود بھی ان کو ایسی روایات مانتا تھا جن میں تبدیلی جائز نہیں ہوتی !

(۴) قصی کی طرح قصی کی قوم بھی سیاست داں تھی اس نے اس رائج مذہب پر اتنی شدت سے عمل کیا کہ حمس (کٹر مذہبی) کہلانے لگے !

شہر مکہ کی قدیم تنظیمات : قصی سے پہلے چند نظام یا رسمی ادارے قائم تھے مثلاً

(۱) ایک نظام وہ تھا جس کے ذریعہ قصی اور بنو خزاعہ کی جنگ کا خاتمہ ایک ایسے فیصلہ پر ہوا جو بظاہر یکطرفہ اور بنو خزاعہ کے حق میں نہایت سخت تھا مگر وہ فیصلہ ہوا اور وہ نافذ بھی ہوا اس کا جج یعمربن عوف تھا

(۲) اشہر حرم یعنی وہ مہینے جن میں جنگ ممنوع ہو جاتی تھی، ہتھیار باندھ کر رکھ دیے جاتے تھے اور بطور عقیدہ ظلم و فساد کو حرام سمجھا جاتا تھا ! ان مہینوں کے نام اگرچہ مقرر تھے ! مگر وقت مقرر نہیں تھا نام کے لحاظ سے یہ قمری مہینے ہوتے تھے مگر معاشی ضرورتیں خصوصاً حج کی ضرورت ان کو مجبور کرتی تھی کہ قمری کو شمسی سال کے سانچے میں ڈھالتے رہیں کیونکہ زائرین اور منتظمین حج دونوں کی سہولت اس میں ہوتی تھی کہ حج کا مہینہ ایسے موسم میں ہو کہ کھجور پک کر ٹوٹنے لگیں ۲

یہ پوری قوم کی مشترک ضرورت تھی، کبھی جنگی ضرورت کا تقاضا ہوتا تھا کہ ان مہینوں کو آگے پیچھے کر دیا جائے ! ہندوستان میں پانڈوں کو یہ حیثیت حاصل ہے کہ وہ لوندا کا مہینہ بڑھاتے ہیں اور یہ طے کرتے ہیں کہ اس سال مثلاً ساون دو ہوں گے، عرب میں ایک مخصوص خاندان تھا جس کے لیے یہ حق پورے عرب میں تسلیم کیا جاتا تھا ۳ اور اسی کے فیصلہ پر پورے عرب میں عمل ہوتا تھا ان کو نساء

۱۔ ماہ رجب ! پھر تین ماہ کے بعد ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام، مگر رجب کے بارے میں اختلاف تھا ہم جس کو ماہ رجب مانتے ہیں جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے بیچ میں ہوتا ہے یہ مضری قبائل کا مسلمہ رجب تھا آنحضرت ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی اور قبائل ربیعہ رمضان کو رجب قرار دیتے تھے یعنی وہ شعبان اور شوال کے بیچ کے مہینہ کو رجب مانتے تھے (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۰۳) ۲۔ جیسے ہمارے علاقہ شمالی ہند میں گیبوں کٹنے کے موسم میں کاشتکاروں کو سہولت ہوتی ہے تو عموماً شادی بیاہ اسی موسم میں کیے جاتے ہیں ۳۔ اس کے مورثِ اعلیٰ کا نام حذیفہ بن عبد تھا جو قَلَمَس کے نام سے مشہور تھا اور ظہورِ اسلام کے وقت اس سلسلہ کا آخری شخص ابو ثمامہ جنادہ بن عوف تھا (ابن ہشام ص ۲۸ و ص ۲۹) قَلَمَس کا جوڑ کینڈر سے بھی لگایا گیا ہے یعنی کینڈر والا ! (نظام حکمرانی ص ۴۹)

کہا جاتا تھا کیونکہ وہ نسیی! (لوند کے مہینہ) کے ذمہ دار تھے اس زائد مہینہ کو (کیسہ) بھی کہا جاتا تھا جو عموماً قمری سال کے ختم پر یعنی محرم اور ذی الحجہ کے درمیان بڑھایا جاتا تھا!

(۳) ”حج“ ایک مرکب عبادت ہے جو ۸/ذی الحجہ سے ۱۳/ذی الحجہ تک پانچ دن میں چند مقامات پر (حرم کعبہ، منی، مزدلفہ، عرفات، صفا مروہ)، مختلف صورتوں میں عمل میں لائی جاتی ہے! ایک ایسا مجمع جو ہزاروں سے بھی متجاوز ہو جس میں بوڑھے جوان عورتیں اور بچے سب ہی شامل ہوں، اس انبوء کثیر کا ان مقامات پر پہنچنا اور وہاں کی عبادتوں یا رسومات کو پورا کرنا کسی نظم کے بغیر ممکن نہیں تھا چنانچہ ایک خاندان (آل صفوان) کی یہ حیثیت تسلیم کر لی گئی تھی کہ اس کے افراد اس مجمع کی قیادت کریں گے اور تمام قبائل ان کے طے کردہ پروگرام کے پابند ہوں گے اس خاندان کے افراد کو ”صوفہ“ کہا جاتا تھا ۲ قصی نے ان تنظیمات کو باقی رکھا اس کے علاوہ تقریباً ایک درجن جدید نظام قائم کیے گئے جن کی تفصیل آگے آئے گی، مگر قریش نے صوفہ کی قیادت حج کے سلسلہ میں تسلیم نہیں کی انہوں نے صوفہ کے نظام سے بغاوت بھی نہیں کی بلکہ اپنے لیے یہ طے کر لیا کہ وہ ان مقامات پر نہیں جائیں گے جہاں صوفہ کی قیادت نمایاں ہوتی تھی جس کی صورت یہ ہوئی کہ قریش نے دعویٰ کیا کہ وہ جَارُ اللہ ہیں (اللہ کے پڑوسی) خانہ خدا کے خاص محافظ اور خصوصی خدام !!

ان کو حج کے موقع پر حدود حرم سے باہر نہیں جانا چاہیے اس دعوے کی بنا پر ان کو حج کے قواعد میں کچھ ترمیم کرنی پڑی ۳ مگر اس طرح صوفہ کی قیادت سے ان کی عظمت محفوظ ہوگئی۔ (جاری ہے)

(ماخوذ از سیرت مبارکہ ”محمد رسول اللہ“ ﷺ ص ۱۱۲ تا ۱۱۹ ناشر کتابستان دہلی)



۱۔ یہ وہی نسیی ہے جس کو قرآن حکیم میں ﴿ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ﴾ فرمایا گیا ہے ہو تاخیر بعض الاشهر الحرم الی شهر آخر (المفردات فی غریب القرآن) ۲ سیرة ابن ہشام ج ۱ ص ۷۶، ۷۷ و ابن سعد ج ۱ ص ۳۸ و قاموس لفظ صوف. ۳ عرفات، حدود حرم سے خارج ہے۔ دین ابراہیمی میں یہاں جانا بھی حج کا ایک رکن تھا مگر قریش نے اپنے حق میں اس رکن کو ختم کر دیا، وہ صرف مزدلفہ جاتے اور وہیں سے واپس آجاتے تھے (بخاری ص ۶۲۸ و ۶۲۶ فتح الباری ص ۳ ج ۳ ص ۲۰۶)

## نفاذِ شریعت کا سیدھا راستہ

(قانونِ اسلامی کی دیگر قوانین پر فوقیت)

قطب الاقطاب عالم ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں  
عنوانات، حاشیہ و نظر ثانی بتغییرِ یسیر: شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب



آج کل نظامِ شریعت کے نفاذ کا مطالبہ مختلف عنوانات سے ہو رہا ہے اور اس کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی کیونکہ آسان اور واضح طریقہ چھوڑ کر ایسا مطالبہ کرنے والوں کو لمبے راستہ پر ڈالا گیا ہے !! سیدھا سادہ راستہ تو یہ تھا کہ جس نے اسلامی نظام کے نام پر حکومت سنبھالی! پھر ایک عرصہ کے بعد ریفرنڈم اسلام ہی کے نام پر کرایا جسے سلطانِ وقت کے اختیارات حاصل رہے اور آج بھی ہیں وہی بیک جنبشِ قلم آرڈر نافذ کر سکتا تھا کہ عدلیہ شریعت کے مطابق فیصلے دیا کرے لیکن اس شخصیت نے پینترا بدل کر یہ ذمہ داری قومی اسمبلی پر ڈال دی اور اب لوگوں کا رخ اپنی طرف سے ہٹا کر اسمبلی کی طرف کر دیا ﴿يُحَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ﴾ (سورة البقرة: ۹) اسی دور میں دینی مسائل پر بے معنی بحثیں چھیڑی گئیں! ایسے مسائل جن پر ہمیشہ سے اتفاقِ امت چلا آ رہا تھا موضوعِ سخن آرائی بنے حتیٰ کہ اسی دور میں یہ بحث بھی چلی کہ پاکستان کس لیے معرضِ وجود میں آیا؟ کیا اقتصادی عوامل اس کا سبب تھے یا مذہبی جذبات؟ غرض طرح طرح کی بولیاں بولی گئیں اور غلط و صحیح اور حق و باطل کی تمیز ہی ختم کر دی گئی!!!

اصل وجہ:

اس کی اصل وجہ ایک تو انگریز کی ذہنی غلامی ہے کہ اپنی عقل ان پر تنقید کے حق میں استعمال

کرنے سے قاصر ہیں !!

۱۔ پاکستان کے سابق آمر اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، چھٹے صدر پاکستان، جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم

(مدتِ منصبِ صدارت: ۱۶ ستمبر ۱۹۷۸ء تا ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء)

اور ایک وجہ یہ ہے کہ اسلامی قوانین و نظام کے نفاذ کے بعد حکمرانوں کی مطلق العنانی متاثر ہوگی لہذا اسلام کا صرف نام ہی لیا جائے اور اس کی عطا کردہ راحت و رحمت کو پس پردہ چھپائے رکھا جائے !! ورنہ اسلامی قوانین خود حکمرانوں پر حاوی ہوں گے جبکہ حکمران یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ ان پر بھی کوئی اور حاوی ہو !!

اسمبلی :

یہی حال ہماری مقننہ اسمبلی کا ہے جو آج تک چلا آ رہا ہے وہ چاہتی ہے کہ ہم ہی قانون ساز ادارہ رہیں ہم جو مناسب سمجھیں قانون بنا دیں، اسلامی قانون کا وجود ہمیں حسب دل خواہ قانون بنانے سے روکے گا لہذا اسے نہ آنے دو، یہ ہمارے ملک کے ان حالات کا خلاصہ ہے جو نظام اسلام میں مانع ہیں، یہی حال حکمران اعلیٰ اور ان کی ترتیب دادہ بے اختیار شوریٰ اور پھر بے طاقت اسمبلیاں کچھ اپنی خواہش اور کچھ منہج قوت جو فوج کے انقلابی افراد پر مشتمل ہے، کا ہے۔

سیدھا راستہ :

آپ کہیں گے کہ اچھا پھر سیدھا راستہ جس کے ذریعہ اسلام کا نظام عدل نفاذ پذیر ہو سکے کیا ہے ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں اپنے یہاں حکومت کے مسلک کا اعلان کرنا ہوگا کہ مملکت کا قانون فقہ حنفی پر مبنی ہوگا جیسے کہ سعودی عرب میں حکومت کا اعلان یہ ہے کہ وہ فقہ حنبلی پر چلتی ہے ! اور حکومت ایران کا اعلان یہ ہے کہ اس کا مسلک فقہ جعفری ہے !!

اشکال و جواب :

یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ شیعہ حضرات کا مسلک کیا ہوگا کیونکہ وہ اپنے لیے فقہ جعفریہ کا مطالبہ کر رہے ہیں !!

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کہیں شیعہ بستی ہے تو وہاں ان کے لیے ان کے شیعہ مجتہد کو ان کے مسلک کے مطابق فیصلہ دینے کا مجاز حکومت قرار دے دے گی !!

پھر سوال ہوگا کہ اہل حدیث کا کیا ہوگا ؟ کیونکہ وہ کسی امام کے پیروکار نہیں ہیں وہ غیر مقلد ہیں

تو اس کا بھی وہی جواب ہے کہ جہاں ان کی آبادی ہوگی وہاں ان کے کسی پسند کردہ عالم کو ان کے فیصلوں کا حکومت اختیار دے دے گی یہ ایسے اشکالات نہیں ہیں جو حل نہ ہو سکتے ہوں !!  
فقہ حنفی کی خصوصیت :

مجھے ایک عزیز دوست نے بتلایا کہ جنرل نمیری نے اپنے یہاں جب شرعی قوانین کے نفاذ کا اعلان کیا تو انہوں نے فقہ حنفی پر مبنی قوانین نافذ کیے ! وہاں کے حکام سے انہوں نے دریافت کیا کہ یہاں اکثریت مالکی حضرات پر مشتمل ہے مالکی علماء حنفی مسلک پر کیسے فیصلے دیتے ہیں اور اسے کیوں ترجیح دیتے ہیں ؟ ؟

انہوں نے کہا کہ یہاں کے علماء مسلک حنفی پر فیصلوں کے عادی ہیں اور اسے اس لیے ترجیح دیتے ہیں کہ اس میں موجودہ (بیسویں) صدی (عیسوی) کے اوائل تک تمام نئے پیش آنے والے مسائل کا حل موجود ہے !! کیونکہ یہ قوانین ۱۳۳۰ھ تک جب تک خلافت عثمانیہ ترکیہ رہی ہے، جاری رہے ہیں ! یہ ان کی گفتگو کا خلاصہ ہے۔

جدید مسائل اور ان کا حل :

پھر یہ ہوا ہے کہ اس کے بعد سے اب تک تمام نئے پیش آنے والے مسائل پر ہمیشہ ہندوپاک کے علماء فتوے مرتب کرتے رہے ہیں !!

مشرقی ذبیحہ درست ہے یا نہیں ؟ اس پر گفتگو ہوئی، مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم نے بیان دیا کہ درست !  
مفتی محمود صاحب مرحوم نے بیان دیا کہ درست نہیں اور دلیل واضح کی !!  
اس پر مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے فتوے سے رجوع کا اعلان فرمادیا !!  
حتیٰ کہ غیر سیاسی علماء نے بھی بعض سیاسی امور پر بحث کی اور فتوے دیے !!

پارلیمانی نظام جائز ہے یا ناجائز ؟

پارلیمانی نظام میں عورت وزیراعظم ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

اس پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے بحث فرمائی جو ان کے فتاویٰ کی جلد پنجم میں ہے !! مقصد یہ ہے کہ اگرچہ عوام واقف نہ ہوں اور قانون داں حضرات نے توجہ نہ دی ہو لیکن علمائے کرام جدید دور کے حالات و مسائل پر برابر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ان مسائل کو حل کرتے چلے جا رہے ہیں !! اگر آج یہ قانون جاری کیا جائے تو ہمارے پاس آج تک کے مسائل کا حل موجود ہے !

علماء کا طریقہ :

برصغیر کے علماء کا طریقہ یہ رہا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہر ایک مجتہد ہونے کا دعویٰ کرتا اور اختلاف پیدا ہوتا ان حنفی علماء نے یہ طریقہ اپنا لیا کہ پیش آمدہ مسئلہ پر گفتگو کر کے ایک رائے قائم کر لی جائے ! ایک ریاست کئی مسالک :

میرے اسی قابلِ قدر دوست نے مجھ سے سوال کیا کہ

کیا ایک ریاست میں دو مسلک چل سکتے ہیں ؟ مثلاً کوئی حج یا قاضی شافعی مسلک کا پیروکار ہے تو وہ ہٹا دیا جائے گا یا قاضی رہے گا اور اگر قاضی رہے گا تو اپنے مسلک کے مطابق فیصلہ دے گا یا مدعی کے مسلک کے مطابق ؟

میں نے کہا کہ قدیم دور سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ ایک حکومت میں قاضی شافعی بھی رہے ہیں مالکی بھی رہے ہیں اور یہ طے ہے کہ وہ مدعی یا مدعی علیہ کے مسلک کے پابند نہ ہوں گے بلکہ اپنے مسلک کی رو سے فیصلہ دیں گے !!

انہیں مثال کے طور پر میں نے یہ مسئلہ بتلایا کہ اگر کسی حنفی مرد نے عورت کو کنایۃً ایک طلاق دے دی یعنی بجائے لفظ طلاق کے اس نے کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جس کے دونوں معنی ہو سکتے ہوں لیکن اس کی مراد طلاق ہی تھی تو ایسی صورت میں ایک طلاق ہو جائے گی وہ آپس میں اگر راضی ہوں تو نکاح دوبارہ کر لیں !!

لیکن اگر کسی طرح یہ قضیہ ایسے قاضی (جج) کے سامنے پیش کر دیا گیا جو شافعی مسلک کا تھا اور اس نے

اپنے مسلک کے مطابق یہ فیصلہ دے دیا کہ دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں اور شوہر سے کہا کہ تم رجوع کر لو شوہر نے رجوع کر لیا !! ! تو حنفی مسلک میں یہ فیصلہ واجب التسلیم ہوگا جدید نکاح کی ضرورت نہیں !! ! اس کے برعکس اگر مدعی، مدعی علیہ دونوں شافعی ہوں تو قاضی حنفی مسلک کو بالاتفاق مدعی و مدعی علیہ کے مسلک پر فوقیت حاصل رہے گی !! اس اصول کے تحت ہر دور میں ہر مسلک کے نچ بلا اختلاف و نزاع کام کرتے آئیں ہیں گویا اصل مدارفقہ پر رہا ہے وہ حنفی، مالکی، شافعی ہو یا حنبلی !! !

پاکستان میں ضرورتاً ان چاروں ائمہ کرامؒ کے ماننے والوں کے علاوہ بھی فقہ جعفریہ ماننے والوں کو اور کسی بھی فقہ کے نہ ماننے والے طبقہ کو ان کے آپس کے پیش آمدہ مسائل حل کرنے کے لیے ان کا قاضی دیا جاسکتا ہے !! یہ معروف پرسنل لاء تو نہ ہوگا (بلکہ) یہ ”پرائیویٹ لاء“ ایک طبقہ یا گروہ کا قانون ہوگا !! !

اسلامی نظام تدریجاً ؟

بعض حضرات جن میں سادہ لوح علماء بھی شامل ہیں یہ کہتے ہیں کہ نظام شریعت تدریجاً

تھوڑا تھوڑا کر کے لایا جائے حالانکہ یہ بات بالکل ہی غلط ہے !! !

اسلامی نظام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جب وہ آئے گا تو ہر شعبہ زندگی پر اثر انداز ہوگا !! ! اگر آدھا، تہائی لایا گیا تو وہ ان قوانین کی موجودگی میں نہیں چلے گا !! !

آدھی مشین کسی ساز کی ہو اور آدھی کسی اور ساز کی تو کیا انہیں جوڑ کر چلایا جاسکتا ہے ؟ جس طرح یہ ممکن نہیں اسی طرح ”قانون شرع“، ”قانون انگریز“، بلکہ ”تعزیرات ہند“ کا جمع ہونا ممکن نہیں !! ! انگریزی قوانین کی بنیاد :

یہ وہ قوانین ہیں جو انگریزوں نے اپنی غلام قوم کے لیے اس غرض سے بنائے تھے کہ ان میں

جھگڑے چلتے ہی رہیں، بیس بیس سال مقدمہ بازی میں صرف کریں، نسلاً بعد نسل عداوتیں چلتی رہیں، انصاف اور دادرسی میں عدل و انصاف ہی کے نام پر زیادہ سے زیادہ تاخیر ہو ! ہر ممکن کوشش ہو کہ

قانون ہی کے نام پر شکوک پیدا کیے جاسکیں ! فوراً ہی فیصلہ ہرگز نہ ہونے پائے ! !  
 جبکہ اسلام کے قوانین میں فوری دادرسی اور انصاف دلانا عدلیہ کی ذمہ داری ہے اسی سے امن ہوتا ہے  
 جرائم ختم ہو جاتے ہیں !  
 فوری سزا :

اسی ماہ (مارچ میں) جناب حکیم امیر علی قریشی صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے سعودی  
 حکومت میں اسلامی قوانین کی رو سے فوری دادرسی کی ایک تازہ مثال دی کہ رات چار بجے ایک قتل ہوا  
 اور صبح دس بجے قاتل کو قصاص میں حکومت نے قتل کر دیا گویا اس مجرم کو جرم کے بعد صرف چھ گھنٹے  
 زندہ رہنا تھا !  
 منحوس قوانین :

انگریزی دور کی یادگار تعزیرات پر ہمارے قانون دانوں نے تنقیدی نظر نہیں ڈالی ورنہ اس میں  
 انہیں خامیاں ہی خامیاں نظر آتیں ! ہمارے یہاں یہ روایت چل پڑی ہے کہ ہر انگریزی چیز کو  
 تنقید سے بالا سمجھا جاتا ہے کچھ عرصہ قبل تک تھانوں میں اسٹیشنری کے لیے ماہوار الائنس اور جیلوں میں  
 قیدیوں کے لیے یومیہ الائنس کے طور پر اتنی ہی رقم مخصوص تھی جتنی انگریز نے اپنے دور میں مختص کی تھی ! !  
 کوئی ملزم تھانہ میں چلا جائے تو اسے مارنا پیٹنا گالیاں دینا برا نہیں سمجھا جاتا ! کیونکہ انگریز کے قانون  
 کی رو سے (برصغیر میں) اس کی رعایا کا ہر فرد غلام اور بے عزت تھا ! وہی روٹس آج تک جاری ہے ! !  
 لیکن اسلام میں وہ اصولاً اس کے برعکس اس وقت تک باعزت ہے جب تک اس پر جرم ثابت نہ ہو جائے !  
 اور جرم ثابت ہو جانے کے بعد وہ فقط اس جرم کی سزا کا مستحق ہے نہ کہ گالی گلوچ یا کسی بھی بے حرمتی کا !  
 تو جب اصولاً اسلام کے قوانین اور موجودہ قوانین میں بعد المشرقین ہو گیا ! تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ  
 موجودہ انگریزی قوانین کو اسلامی قوانین کے ساتھ جوڑ دیا جائے !

اسلامی نظام میں بہت سے مصارف بیت المال کے ذمے ہوتے ہیں !  
 معذور افراد کے وظائف حتیٰ کہ بے روزگار بھوکے افراد کا انتظام بھی اس کے ذمے ہوتا ہے !  
 اسلامی نظام میں غریب رشتہ دار کے مصارف امیر رشتہ دار پر ڈال دیے جاتے ہیں !  
 موروثی عادت :

نیز مسلمانوں میں ہمیشہ انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ رہا ہے اور ان میں ہندوؤں کی بہ نسبت خرچ کرنے کی بہت عادت ہے یہ عادت لاشعوری طور پر موروثی ہے عرصہ سے اس کا صحیح استعمال متروک ہے اس لیے لوگ اپنے ہی اوپر عیش و عشرت میں اضافہ پر خرچ کرنے لگے پھر بھی ملک بھر میں دینی ادارے، بے شمار مساجد اسی انفاق پر گئی گزری حالت میں بھی چل رہی ہیں ! ! دور اسلام میں ہر آدمی جو متمول ہوتا تھا ہر وقت دوسروں پر خرچ کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ خود اس کے پاس اپنے لیے کچھ نہ بچتا تھا ! یہ حال مسلمان نوابوں کا انیسویں صدی تک رہا ہے ! اسی طرح نوابوں سے نیچے درجہ بدرجہ اپنے سے نیچے والوں پر خرچ کرتے تھے !

اسلام اور کمیونزم :

اسی لیے کمیونزم ان علاقوں میں پھیلا ہے جہاں عیسائی، یہودی یا بت پرست آباد تھے ! اس کی زد میں مسلمانوں کے وہ علاقے بھی آگئے جو جغرافیائی محل وقوع کے ذیل میں اس کی زد میں آتے تھے جیسے بخارا وغیرہ ! لیکن وہ اپنے پڑوس کے غریب ترین مسلمان ملک افغانستان کو متاثر نہیں کر سکا جس کی وجہ اسلام کی عطاء کردہ سخاوت، فیاضی، مہمان نوازی اور اوپر سے نیچے تک سب میں کسی نہ کسی درجہ میں جذبہ ایثار کا پایا جانا تھا !

مزید یہ کہ اقتصادی اور معاشرتی قانون جو اسلام میں موجود ہیں ان پر بھی عمل ہوتا رہا ہے اس لیے اسلامی ممالک میں کمیونزم کا فلسفہ ہی پہنچا ہے کمیونزم نہیں ! اقتصادی اور معاشرتی قوانین

اور کسی مذہب میں ہیں ہی نہیں !! افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں کی اس فطری موروثی صلاحیت سے اگرچہ پاکستان میں بالکل کام نہیں لیا گیا حتیٰ کہ اب معاشرہ کی حالت اور انداز فکر ہی بدل گیا ہے، اکثریت صرف اپنی ذات کی پجاری بن کر رہ گئی ہے !

انکم ٹیکس اسلام میں نہیں :

انگریز کے بناء کردہ انکم ٹیکس وغیرہ سے جو فائدہ حکومت کو پہنچتا ہے اور پھر حکومت سے عوام تک آتا ہے اس سے کہیں زیادہ فائدہ اس صورت میں ہو سکتا تھا کہ مسلمانوں کی فطری صلاحیت کو اجاگر کر لیا جاتا ! اسلام میں انکم ٹیکس نہیں ہے لیکن دفاع کے لیے ٹیکس لگایا جاسکتا ہے بیت المال کے ذرائع آمدنی اور بہت ہیں جن پر اسلامی حکومتیں چلتی رہی ہیں ! مجھے یقین ہے کہ اگر آج بھی اسلام کا مکمل نظام نافذ العمل ہو جائے تو ہمارا ملک مثالی ترقی کرے گا !

مکمل نظام سے میری مراد یہ ہے کہ انگریزی قانون کے بجائے اسلامی قانون کی کتابوں کے تراجم ان ہی مجسٹریٹوں اور ججوں کو مہیا کر دیے جائیں کہ فیصلے اس کے مطابق ہوں !

اسی طرح فوج کے متعلق جو فوج میں رائج قانون ہے اسے بھی اسلامی دور کے قوانین کے مطابق بنا دیا جائے، انگریز کے ترتیب دادہ قوانین کے بجائے اسلامی قوانین کے مطابق جو تراجم کے ذریعہ فوج کو مہیا کیے جائیں کورٹ مارشل کیا جایا کرے ! اور اقتصادیات بھی ان ہی قوانین کے تابع ہوں

محرومی کا خاتمہ :

ہمارے ملک میں جو صوبائی عصبیت کی ہواؤں کی لپیٹ میں ہے محض اسلام کا نام لینا اور عمل نہ کرنا، قوانین جاری نہ کرنا اب ایک بے کشش فریب ہوگا جس سے یہ بادِ سوم نہ تھم سکے گی ! البتہ اسلامی اصولِ اقتصادیات اور قوانین پر عمل سے روک سکتا ہے اس کی رو سے کوئی صوبہ احساسِ محرومی میں مبتلا نہ رہے گا !

آپ پوچھیں گے کہ کیوں ؟

تو مختصر جواب یہ ہے کہ آپ کے سامنے اسلام کا تیرہ سو سالہ دور ہے اس طویل ترین عرصہ میں مختلف آب و ہوا مختلف معاشرت اور مختلف زبانوں والے صوبے تو کیا ملک کے ملک یکجا رہے ہیں اور مسلمان عیسائیوں سے بڑی سپر پاور رہے ہیں ! حتیٰ کہ (مسلمان) اسلام کے فرض کردہ احکام سے غفلت میں مبتلا ہو کر مستحق سزا ہوئے

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۗ ۱﴾ انہوں نے فریضہ جہاد میں (آپ ﷺ کے ارشاد) اَلْجِهَادُ مَا ضِیْنُ كِی اور (اللہ تعالیٰ کے حکم) ﴿ اَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ۗ ۲﴾ میں حد درجہ تفصیر کی تو کمزور ہو گئے اور کمزوری فطرت کی نظر میں قابل سزا جرم ہے !!

مجھے ایک ذمہ دار ریٹائرڈ افسر ۳ نے اپنے ایک سائنسدان عزیز کا واقعہ بتلایا کہ انہوں نے سہروردی ۴ کے سامنے گائیڈ میزائل کا فارمولا پیش کیا مگر وہ غفلت کی نذر ہو گیا اگر ہم غیر ملکی طاقتوں پر ناجائز حد تک اعتماد نہ رکھتے تو ہم بھی ایجاداتِ حربیہ میں آج ان کے ہم پلہ ہو سکتے تھے ! زوال کا باعث اسلام پر عمل نہ کرنا ہے نہ کہ اسلام ! میں نے سنا ہے کہ فوج میں آج بھی وہ دستہ جس نے سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیا تھا اسی طرح اپنے (انگریز) اسلاف کی اس مذموم حرکت کو اپنے لیے باعثِ فخر قرار دیتا ہے ! مرحوم کے لباس اور تلوار کو مفتوح و مغلوب سے چھینا ہوا سامان جانتا ہے اور اس کی نمائش اس طرح کرتا ہے جیسے وہ آج بھی یونین جیک کے سایہ تلے کھڑا ہے ! حالانکہ اسے مرحوم کی اس تلوار کو چومنا چاہیے تھا اور اسے اپنا نشانِ خاص بنانا چاہیے تھا ! ؟

۱۔ سورة الرعد : ۱۱ ”بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم کی برائی چاہتا ہے پھر اسے کوئی نہیں روک سکتا“ ۲۔ سورة الانفال : ۶۰

۳۔ اسکوارڈن لیڈر صوفی، ریٹائرڈ ہونے کے بعد انہوں نے جامعہ مدنیہ میں باقاعدہ داخلہ لیا اور پہلے درجہ سے تعلیم شروع کی ہمارے ہم سبق رہے۔ (مولانا سید محمود میاں) ۴۔ حسین شہید سہروردی پانچویں سابق وزیر اعظم پاکستان

اگر یہ بات صحیح ہے تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ انہیں اپنی تاریخ سے باخبر کرے اور انگریز کی ذہنی غلامی سے نجات دلائے ! یہ بات ہماری قوم کے لیے باعثِ ذلت ہے کہ وہ چالیس سال بعد بھی اپنی تاریخ سے جاہل رہیں ! !

اسلام میں باندیوں کا تصور ؟

مستشرقین جن کا کام ہی اسلام سے نفرت دلانا ہے طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے ہیں

مجھ سے اسلام میں باندیوں کے رواج کے بارے میں بہت لوگوں نے پوچھا !

لیکن اس کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے کہ دراصل یہ قانون کفار کی جوابی کارروائی کی صورت میں

عمل پذیر ہوتا ہے ورنہ نہیں یعنی اگر وہ ہمارے جنگی قیدیوں کو باندی اور غلام بنائیں تو ہم بھی بنائیں گے

اور اگر وہ انہیں صرف قیدی بنا کر رکھیں تو ہمیں حق نہیں کہ ہم ان کے قیدیوں کو غلام بنائیں ہم بھی انہیں

قیدی ہی بنا کر رکھیں گے !

قدیم سے دستور :

پہلے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جنگی قیدیوں کا بار بجائے اس کے کہ صرف حکومت برداشت

کرے اور وہ بھی قید میں وقت گزاریں انہیں پلک میں تقسیم کر دیا جاتا تھا، لوگ ان سے مختلف کام لیتے

رہتے تھے گھروں میں رہنے کو جگہ دیتے تھے، کھانا لباس سب مالک کے ذمہ ہوتا تھا اس طرح شاہی خزانہ پر

ان کا بار نہ پڑتا تھا دنیا کے ہر ملک میں یہی طریقہ تھا ! لیکن اسلام نے جب پھیلنا شروع کیا تو یورپ

تک کے علاقے زیرِ نگیں آگئے اور قیدی اور باندی غلام غیر مسلم ہی بنتے رہے اس لیے اب آکر یورپ

والوں نے یہ شہرت دینی شروع کی ہے کہ اسلام میں باندی اور غلام بنانے کا قاعدہ ساری دنیا سے

ہٹ کر ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا بھر کا دستور تھا یورپ میں بھی قیدیوں کو غلام بنایا جاتا تھا

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جو رومی کہلاتے تھے اسی طرح رومیوں نے انہیں غلام بنایا تھا ! !

مستشرقین کے اٹھائے ہوئے اور بھی بہت سے اعتراضات ہیں لیکن اگر بغیر غائر دیکھا جائے تو وہ سب اسی قسم کے ہیں کہ حقائق کو مسخ کر کے صرف ایک نکتہ کو اٹھایا گیا اور اسے بری شکل دے کر ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے۔ گزشتہ چھ سالہ عرصہ میں کمیونسٹ نظام کے داعی اور سوشلسٹ قسم کے لوگوں سے ملاقاتیں رہیں لیکن میں نے انہیں اسلامی نظام سے ناواقف پایا ! جو باوہ اسلامی نظام کو پسند کر کے ہی جاتے رہے ہیں ! ہمارے حکمرانوں کی قسمت ہی کی بات ہے ورنہ وہ اسے عملی جامہ پہنا سکتے ہیں اور اس میں عقلاً بھی کمیونزم و سوشلزم سے زیادہ خوبیاں ہیں اور ملک کی بد قسمتی کا یہ منظر بھی آپ کے سامنے ہے کہ پبلک اسلام چاہتی ہے اور عنانِ اقتدار پر مسلط طبقہ اس کے نفاذ کے خلاف ہے اور مطلب کے لیے اسلام کا نام لیوا ہے نہ معلوم انجام کیا ہو ! ! ؟ ؟

اسی دوران میرے پاس ایک وکیل آئے انہوں نے کہا کہ اسلام میں ٹریک کے قوانین کہاں ہیں ؟ اس کا جواب اگر وہ عقل کا مثبت استعمال کرتے تو شاید خود ہی دے سکتے تھے کہ سلامتی اور امن کے لیے جس قانون کی ضرورت ہو وہ مُقننہ پاس کر سکتی ہے ایسے قوانین سب اسلام کے مطابق ہوں گے اور ان پر عمل باعثِ اجر بھی ہوگا ! اسلام کا نام لیتے ہی اس کے خلاف باتیں کر ڈالنا جائز نہیں ہے، ایسے اشخاص کا یہ فرض ہے کہ وہ اسے کسی عالم سے مل کر حل کرے اور اپنے ایمان کا تحفظ کرے !

اسی دوران ایک عالی دماغ لیڈر سے ملاقات ہوئی ان کا خیال یہ تھا کہ اسلام میں حکومت نہیں ہے کیونکہ اسلام میں مُقننہ نہیں ہوتی ! ! ؟

غرض بہت سی باتیں اپنے ذہن سے نا تمام مطالعہ اور اہل علم سے رجوع نہ کرنے کے باعث پیدا ہو جاتی ہیں یہ قابلِ علاج ہیں جو مخلص ہیں وہ اصلاح قبول کرتے ہیں مکمل جواب سے ان کی تشفی ہو جاتی ہے ! میری ان گزارشات کا خلاصہ یہ ہوا کہ :

☆ اسلامی نظام، قانون تبدیل ہوگا تو آئے گا اور یہاں (موجودہ) قانون کی جگہ فقہ حنفی پر مرتب قانون بذریعہ تراجم فوراً لایا جائے !

☆ اس کے اثرات امن و سکون کے علاوہ اقتصادیات و معاشیات و اخلاقیات پر فوراً مرتب ہوں گے  
☆ ہر شخص موجودہ انگریزی غلامانہ قانون کی رُو سے اپنے آپ کو باعزت ثابت کرے تو وہ باعزت

تسلیم کیا جائے گا جبکہ اسلام کی نظر میں اس کے قانون کی رُو سے باعزت ہے !!

☆ یہ قانون صوبوں سے بڑھ کر علاقوں تک کو ان کے حقوق دلاتا ہے اس کا فوری نفاذ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے !!

☆ یہ قانون مکمل ترین حالت میں موجود ہے یہ موجودہ انگریزی قانون سے بہت زیادہ مکمل ہے !

☆ یہ قانون انگریزوں کے جاری کردہ قوانین کی موجودگی میں آنا ممکن نہیں ہے نہ ہی اسے اس سے جوڑا جاسکتا ہے، نہ وہ تھوڑا تھوڑا آسکتا ہے وہ جب آئے گا تو مکمل آئے گا آدھا تہائی نہیں !!

☆ اس قانون کی رُو سے حکمرانوں کے ذمہ رعایا کو ہر طرح کی سہولت پہنچانا فرض ہوتا ہے ! جبکہ انگریز کے متروکہ نظریہ حکومت کی رُو سے جو اس نے برصغیر میں اختیار کیے رکھا حکومت عوام کو

کھسوٹی ہے اور اس کے پیش نظر صرف اپنا خزانہ بھرے رکھنا ہوتا ہے وہ اسی قسم کے قانون بناتی رہتی ہے !

☆ اسمبلی مُفَنَّنہ رہتی ہے لیکن وہ ایسے قوانین وضع کرے گی جس سے اسلامی اصولوں کو تقویت ہو

☆ اس قانون کے نفاذ سے مذہبی تنازعات ختم ہو جائیں گے فرقہ واریت بڑھنے کے خدشات

توہماتِ باطلہ ہیں !!

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَهُوَ وَلِيُّ التَّوْفِیْقِ

حامد میاں غفرلہ

یکم شعبان ۱۴۰۷ھ / یکم اپریل ۱۹۸۷ء

## تکملة ” کلماتِ چند “

مسلمہ فقہاءِ اسلام کی تشریحات :

☆ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمہ فقہائے اسلام تو بہت ہیں جیسے ترمذی شریف میں جا بجا سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبۃ، ابن مبارک، اسحاق وغیرہ کا ذکر ہے! ترمذی کے علاوہ اور کتابوں میں شام کے مکحول اور اوزاعی، مصر کے لیث اور ان جیسے بیسیوں اکابر امت کے اقوال و تحقیقات کا ذکر ہے ان کے علاوہ تابعین اور تبع تابعین میں ایسے حضرات کی تعداد تو بہت ہی زیادہ ہے! حاکم نيسابوری نے اپنی مایہ ناز کتاب ”معرفت علوم الحدیث“ میں یکجا ذکر کرنے کی کوشش کی ہے حاکم نے یہ کہہ کر کہ ان کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں ان کا ذکر باعث برکت ہے اور یہ شرقاً غرباً معروف ہیں اپنی اس کتاب میں ص ۲۴۰ پر درج ذیل فہرست دی ہے

اسماءِ علماءِ مدینہ میں چودہ سطریں	اہلِ مکہ	چھ سطریں
اہلِ مصر	اہلِ شام	بیس سطریں
اہلِ یمن	اہلِ یمامہ	دو سطریں
اہلِ کوفہ	اہلِ جزیرہ	دس سطریں
اہلِ بصرہ	اہلِ واسط	چار سطریں
اہلِ خراسان		انہیں سطریں

ہر سطر میں اگر تین نام اوسطاً رکھے جائیں تو یہ ساڑھے پانچ سو کے قریب علماء بنتے ہیں!

علماءِ کوفہ :

یہاں ذیل میں میں ایک بات کی طرف توجہ دلاتا چلوں کہ صرف کوفہ کے علماء کی بہتر سطریں اور

پوری دنیا کے علماء کی ایک سو گیارہ سطریں بنتی ہیں ! اس طرح صرف کوفہ کے علماء کی تعداد تین سو تینتیس یہی چیز علمِ حدیث، فقہ، اصولِ حدیث و فقہ اور علمِ قراءت کے اعتبار سے پوری دنیا میں مذہبِ اہل کوفہ کے غلبہ کا سبب رہی ہے !

امام بخاریؒ کی کوفہ آمد :

امام بخاریؒ نے فرمایا ہے لَا أُحْصِي مَا دَخَلْتُ الْكُوفَةَ یعنی کوفہ جتنی دفعہ گیا ہوں اس کا شمار نہیں ! (قرآن پاک کی) قراءت روایتِ حفص آج تک پوری دنیا میں رائج ہے یہ کوفہ ہی کی ہے اور امامِ اعظم ابوحنیفہ العمانؒ کی بھی ہے !

قراءتِ سبعہ :

قراءتِ سبعہ متواترہ میں سے تین قاری صرف کوفہ کے ہیں ! !

اور قراءتِ عشرہ متواترہ کے قاریوں میں چار صرف کوفہ کے ہیں ! !

علماء کوفہ کی اسی کثرت سے ان کا علمِ حدیث، علمِ تفسیر اور علمِ فقہ میں تفوق و بلند رتبہ ہونا ظاہر ہو رہا ہے ! صرف و نحو :

نیز علاوہ حدیث و فقہ کے لغت اور صرف و نحو میں علماء کوفہ اور علماء بصرہ کے مذاکرات اور آراء الگ مسلم چلی آرہی ہیں اسی لیے قاموس وغیرہ کتب لغت میں بھی کوفہ کو ” قِبَةُ الْإِسْلَامِ “ لکھتے ہیں ! کوفہ کا اس لقب سے کتب لغت تک میں ذکر کیا جانا بڑی اہم بات ہے اور صاحبِ قاموس تو مسلکاً بھی شافعی ہیں ! بس اس ذیلی بات کو یہیں ختم کرتا ہوں۔

ایک سوال :

☆ اور اب میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنی چاہتا ہوں کہ شریعتِ بل کی مذکورہ شق نمبر ۴ کی رو سے جب کوئی قانون ساز کونسل ایک سرے سے تمام قوانین کا جائزہ لینا شروع کرے گی یا ترتیب و تدوین یا قانون سازی کرے گی تو وہ ان مذکورہ الصدر علماء میں سے کس کی تحقیق پر چلے گی ؟ اس کونسل میں شریک ہر فرد کو اختیار ہوگا کہ وہ ان میں سے کسی بھی ایک کی مرجوح و متروک تحقیق لے لے

تو متفقہ قانون کیسے بنے گا؟ ہر ایک اپنی پسند کی رائے یا دلیل کو ترجیح دے گا اور ایک مسئلہ بھی حل نہ ہو سکے گا! خصوصاً اس دور میں جبکہ تقویٰ سے لوگ خالی ہیں اور عجب (خود پسندی) عام ہے!!

غرض اس طرز پر کام کرنا بے سود بلکہ مضر ہوگا کیونکہ مدتوں پہلے ابتدائے دور تابعین و تبع تابعین میں یہ (کام مکمل) ہو چکا ہے اور ہر مسئلہ پر بحث و تحقیق اور علمی مذاکرے ہو چکے ہیں!

مثال سے وضاحت:

اس کو میں حاکم کی اسی کتاب میں درج ایک مثال پیش کر کے واضح کرنا چاہتا ہوں

عبدالوارث بن سعیدؒ مکہ مکرمہ پہنچے تو انہیں خرید و فروخت کے معاملات میں ایک مسئلہ پیش آ گیا وہاں ابوحنیفہؒ، ابن ابی لیلیٰؒ اور ابن شبرمہؒ آئے ہوئے تھے!

انہوں نے پہلے تو ابوحنیفہؒ سے رجوع کیا کہ ایک شخص نے کوئی چیز فروخت کی اور ساتھ ہی شرط بھی لگا دی (مثلاً کسی نے قلم بیچا لیکن بیچ کے منافی یہ شرط لگا دی کہ جب مجھے ضرورت ہوگی تو میں استعمال کروں گا)

امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا کہ بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے!!

عبدالوارثؒ کہتے ہیں کہ پھر میں ابن ابی لیلیٰؒ کے پاس گیا اور ان سے یہی مسئلہ پوچھا

انہوں نے جواب دیا کہ بیع (سودا) جائز ہے اور شرط باطل ہے!!

پھر میں ابن شبرمہؒ کے پاس گیا ان سے یہی مسئلہ دریافت کیا

انہوں نے جواب دیا کہ بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی جائز ہے!!

میں نے کہا سبحان اللہ! آپ عراق کے تین فقیہ ہیں اور ایک ہی مسئلہ میں آپس میں اتنا اختلاف!؟

تو میں ابوحنیفہؒ کے پاس گیا انہیں یہ بات سنائی انہوں نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں نے کیا جواب دیا لیکن

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَشَرْطٍ.

”مجھے عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے“  
لہذا بیع بھی باطل اور شرط بھی باطل !

پھر میں ابن ابی لیلیٰؒ کے پاس گیا انہیں میں نے یہ بتلایا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے نہیں پتہ کہ دونوں نے کیا کہا لیکن

حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَأَعْتَقَهَا.

”مجھے ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے یہ روایت سنائی کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں بریرہؓ کو خرید کر آزاد کر دوں (باوجودیکہ ان کے مالک نے بیع کے منافی ایک شرط لگائی تھی)“  
لہذا بیع تو جائز ہے اور شرط باطل ہے !!

پھر ابن شبرمہؒ کے پاس گیا انہیں ساری بات سنائی انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ ان دونوں نے کیا کہا ہے لیکن

حَدَّثَنِي مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ عَنْ مَحَارِبِ بْنِ دَثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ نَاقَةً وَشَرَطْتُ لِي حِمْلَانَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ . (معرفة علوم الحديث ص ۱۲۸)

”مجھے مسعر بن کدام نے محارب بن دثار سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے (سفر میں) جناب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اونٹنی فروخت کی تھی اور آپ نے اس پر مدینہ منورہ تک سفر کی شرط منظور فرمائی تھی“  
لہذا بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز ہے !!

ایک اور مثال :

اسی طرح ایک اور مثال بھی ملاحظہ فرمائیں جو بخاری شریف سے نقل کر رہا ہوں

یہی ابنِ شُبْرَمَہ (قاضی کوفہ) فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو الزناد (قاضی مدینہ منورہ و استاذ امام مالکؒ) نے اس مسئلہ میں گفتگو کی کہ

مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو اس سے دوسرے گواہ کے نہ ملنے کی صورت میں بجائے گواہ کے قسم کھلاوائی جائے (اور یہی ان کا اور اہل مدینہ کا مسلک تھا)

میں نے انہیں جواب دیا کہ قرآن پاک میں مدعی کے پاس دو گواہ نہ ہونے کی صورت میں یہ حکم ہے کہ پھر دو عورتیں ہوں ! اور (قرآن پاک میں بجائے اختصار کے) طویل عبارت اختیار فرمائی گئی :

فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَيْنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدُهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَهُمَا الْأُخْرَى .  
(سُورَةُ الْبَقَرَةِ : ۲۸۲)

” اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد

اور دو عورتیں ، ان لوگوں میں سے جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرتے ہو ،

تا کہ اگر ایک ان میں سے بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے“

(اب اگر ایک گواہ اور مدعی کی قسم کافی ہو سکتے تو قرآن پاک میں مختصر کلمات میں (صرف اتنا) ارشاد ہوتا

فَرَجُلٌ وَبَيِّنٍ) . (صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۶۶)

دین کو کھیل مت بناؤ :

غرض اس طرح علماءِ بلاد تک میں بھی سب مسائل پر گفتگو ہو چکی ہے اب اگر کوئی کمیٹی یا بورڈ

یہی کام شروع کرے گا تو تیرہ سو سال پیچھے لوٹنے کے مترادف ہوگا اور کم علمی اور تقویٰ کے فقدان کی

وجہ سے دین کا کھیل بنانا ہوگا ! خیر القرون میں مذکورہ بالا طریق پر نہایت بے نفسی کے ساتھ قرآن پاک

اور احادیث کی روشنی میں علماء میں بہت بحث و تہیص ہوتی رہی ہے بہت سے مسائل ایسے تھے کہ

جن میں ایک شہر کے علماء کا ایک موقف تھا اور دوسرے شہر کے علماء کا دوسرا موقف تھا مثلاً وہ مسائل کہ

جن میں علماء مدینہ اور علماء کوفہ کا اختلاف تھا (کیونکہ رفتہ رفتہ ایک ایک شہر کے علماء آپس میں گفتگو

کر کے ایک ایک موقف پر متفق ہوتے چلے گئے تھے) !

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اس قسم کا ایک مستقل باب رکھا ہے جس کا عنوان ہے  
مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ

چنانچہ ایسے مسائل پر اہم بحیثیں کتابوں کی شکل میں آئیں، ائمہ حدیث و فقہ نے یہ کتابیں لکھیں  
امام محمدؒ نے كِتَابُ الْحُجَّةِ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ لکھی  
پھر امام شافعیؒ نے كِتَابُ الْأُمَّ لکھی

پھر بعد کے دور میں امام بیہقیؒ نے امام شافعیؒ کی تائید میں سُنَنِ مُجْبَرِي لکھی  
تو اس پر امام ابن الترمذیؒ نے الْجَوْهَرُ النَّقِيُّ لکھی، الْجَوْهَرُ النَّقِيُّ بیہقی پر ایسی چسپاں  
ہوئی کہ آج تک اس کے ساتھ مستقلاً لگی ہوئی چلی آرہی ہے، اب اس سمیت طبع ہوتی ہے !!  
امام ابو یوسفؒ نے اِخْتِلَافُ أَبِي حَنِيفَةَ وَابْنِ أَبِي لَيْلَى اپنے دونوں استادوں کے اختلاف پر لکھی!  
(امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ تابعین میں ہیں)، امام ابو یوسفؒ کی یہ تصنیف اس قسم کے انداز کی پہلی  
معروف تصنیف ہے!

پھر امام طحاویؒ نے صحابہ کرام تابعین اور مجتہدین کے اختلاف پر مفصل کتاب لکھی!  
ابن ندیم نے لکھا ہے کہ میں نے ان کی اس تصنیف کے ۸۰ اجزاء دیکھے ہیں!  
ان کے بعد اس موضوع پر ابن منذرؒ اور ابن نصرؒ نے کتابیں لکھیں!  
پھر امام ابن جریر طبریؒ نے ایک ضخیم کتاب لکھی! یہ کام دوسری اور تیسری صدی میں ہوا!  
پھر اس کے بعد ابن عبد البر مالکیؒ نے اس موضوع پر لکھا!  
انجامِ خیر:

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوری دنیا صرف چار مسلکوں پر قائم رہ گئی بلکہ صرف تین پر آگئی!!  
پھر چوتھی صدی میں حنبلی مسلک بھی نمایاں ہونا شروع ہوا!!  
یہ اختلاف اہل تقویٰ کا تھا اس لیے چیدہ چیدہ سینکڑوں علماء کی ایک ایک بات پر گفتگو نتیجہ خیز رہی  
اور دنیائے اسلام سینکڑوں مسالک سے ہٹ کر صرف چار پر آتی گئی!!

اس وقت سے لے کر ایک ہزار سے زیادہ سال تک اسلامی حکومتیں ان ہی قوانین پر چلتی رہیں ! اور چونکہ اس طویل ترین دور میں علم اور قانونی فیصلے اور فتوے سب شرعی ہوتے رہے اور علم ہی علمِ دین کو کہا جاتا تھا اس لیے بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ فقط حنفی مسلک ہی کی ایک ایک بات کی تائید آج تک ایک کروڑ علماء ورنہ لاکھوں علماء کرتے آئے ہیں کروڑوں علماء و اولیاء اور اربوں مسلمان اس پر عمل پیرا رہے ہیں اور حکومتیں چلتی رہی ہیں !! لہذا آج فقہ حنفی اور اس پر مبنی قانون وہ ہے جسے امتِ مسلمہ کی اتنی بڑی تعداد کی تائید حاصل ہے !

مسخرہ پن :

آپ حضرات کی یعنی ”شریعت بل“ کی مذکورہ شق لانے والوں کی خواہش یہ ہے کہ وہ ذخیرہ تو ایک طرف لپیٹ کر رکھ دیا جائے اور یہ بورڈ جو آج کی نفس پرست حکومت اپنے دل پسند علماء پر مشتمل کر کے بنا دے، دین کے تمام معاملات میں سیاہ و سفید کی مالک بن بیٹھے اور از سر نو ابو حنیفہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، ابن ابی الزناد رحمہم اللہ کے دور کی طرح ہر مسئلہ کو اُدھیڑ کر بساطِ سخن دراز کی جائے اور سرکاری علماء کے بورڈ کو مختارِ کل اور شرعی مقدس امور کا منبع قرار دیا جائے ! یہ کہاں کی دیانت و عقل مندی ہوگی اور کوئی مسلمان جس کا آخرت پر ایمان ہوگا اسے کیسے تسلیم کرے گا ؟ دین میں یہ ڈرامہ اور مسخرہ پن نہ چل سکے گا !

رجمِ زنا کی حد ہے یا نہیں ؟ عورت کی شہادت ، عورت کی دیت پر ہر خود پسند نے ہمہ دانی کا دعویٰ کر کے قلم کی جولانی دکھائی، شرعی مسائل پر اسی طرح کا تماشا پھر لگے گا تو عجب رقصِ شتر کا منظر سامنے آئے گا ! ! اتنا شور مچے گا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دے گی ! ! !

خام خیالی :

ممکن ہے شریعت بل والوں کے ذہن میں یہ ہو کہ ہم چاروں اماموں میں سے جس کے بھی

مسک میں آسانی نظر آئے گی اختیار کر لیں گے ! چاروں کی فہموں کو سامنے رکھ کر ان میں سے آسان آسان چیزیں لے کر ”جدید فقہ“ تیار کر لیں گے ! لیکن ایسا کرنا سب ائمہ کے متبعین کے نزدیک جائز نہیں ہے ! علماء نے اس کا نام ”تَلْفِیْقُ“ رکھا ہے یہ ممنوع ہے، اگر آپ لوگوں کی خواہش یہ ہے تو اسے اتباعِ حق نہیں کہا جائے گا اسے اتباعِ ہَوَا کہا جائے گا ، اَہْلِ اَہْوَاءِ بدعتی شمار کیے گئے ہیں ! ! آپ اس باطل اور غلط بنیاد پر جو عمارت بنائیں گے وہ غلط ہوگی اسے وہی علماء صحیح کہہ سکیں گے جو دین کو دنیا کے عوض بیچنے پر راضی ہوں ! ! !

دین اکبری ، سبز باغ :

اگر مسلمانوں کو یہ سبز باغ دکھایا جائے کہ اس طرح کی شریعت آج کے تقاضوں پر پوری اتر سکے گی تو یہ بھی خام خیالی سے زیادہ کچھ نہیں ! کیونکہ مسالک تو چاروں ہی پرانے ہیں اگر نئے دور تک کوئی مسک حاوی ہو سکتا ہے تو وہ فقہ حنفی ہی ہے ! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب دین سے بھاگنے کی صورتیں ہیں نہ کہ دین پر عمل کی، اس طرح کی تدابیر سے جو دین معرضِ وجود میں آئے گا وہ ”چھوٹا دین اکبری“ ہوگا سود اور جوا جائز قرار دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ !

بائیس نکات :

آج کل حامیانِ شریعت بل یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ علماء کے بائیس نکات دین کے نفاذ کے لیے کافی ہیں (اور بعض لوگ تو حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کا انگریز کافر کے دور کا ۱۹۳۵ء کا فتویٰ بھی اس اپنے ناقص شریعت بل کے لیے مسلمان ملک میں دلیل کے طور پر اٹھا کر لے آئے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

ماہنامہ میثاق :

اور ابھی میں یہ مضمون لکھ ہی رہا تھا کہ مئی کا میثاق موصول ہوا ! اس میں بھی عجیب باتیں لکھی ہیں !

اس میں مقبول الرحیم صاحب مفتی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الہندؒ سے لے کر اب تک ہماری جمعیت نے نفاذِ فقہ حنفی کو اپنا مؤقف نہیں بنایا، علامہ عثمانیؒ نے بائیس نکات کو مؤقف ٹھہرایا تھا انہوں نے فقہ حنفی کو مؤقف نہیں بنایا تو آپ لوگ کیوں اسے اپنا مؤقف بنا رہے ہیں ! ؟

بے وزن بات :

لیکن یہ دلیل بے وزن ہے، اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے بائیس نکات کو کیوں مؤقف بنایا تھا جبکہ ان کے اسلاف نے بائیس نکات کی کبھی بات نہیں کی تھی ! ؟ اصل بات تو یہ ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے یہ تمہید کی تھی یہ نکات شریعت کے نفاذ کے لیے ہی تجویز کیے تھے اور نفاذِ قانونِ شریعت اس کے سوا کسی صورت نہیں ہو سکتا کہ عدلیہ کو مرتب شدہ شرعی احکام کے تراجم مہیا کر دیے جائیں اور مرتب شدہ احکام فقہ کے سوا اور ہیں ہی کہاں، اس لیے آج کی صورت حال میں فقہ حنفی کے نفاذ کا انکار شریعت کے نفاذ کے انکار کے مترادف ہے !!!

نیز یہ بھی غور کریں کہ علامہ عثمانیؒ جن کی ساری زندگی قرآن و حدیث کی خدمت میں گزری پاکستان بننے کے بعد اپنے دینی جذبات بروئے کار نہیں لاسکے ! اس عظیم صدمہ پر ان کے آنسو بہتے دیکھنے والے تو آج تک زندہ ہیں ! اگرچہ مولانا عرض محمد ! اور مولانا عبدالواحد صاحب ۲ خطیب گوجرانوالہ کی وفات ہو گئی جو ان کے براہ راست شاگرد تھے مگر مولانا عبدالواحد صاحب کی طرح ان حضرات کے ساتھ والے علماء بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں، غرض علماء کی خواہش و امنگ اور اجڑ کر آنے والے تباہ حال مسلمان عوام کی دلی تمنا تو یہ تھی کہ پاکستان میں اسلامی قوانین ہوں گے ! سیکولر افراد پر مشتمل حکومتی ڈھانچہ :

لیکن خواص کے افکار اور ہی تھے مذہب سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا چنانچہ آزادی کے بعد جو حکومتی ڈھانچہ معرض وجود میں آیا وہ سیکولر یا لامذہب حکومت کا تھا ! ۳

۱ خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ مولانا عرض محمد صاحبؒ تاریخ وفات : ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۱ء  
۲ مہتمم مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ تاریخ وفات : ۱۱ دسمبر ۱۹۸۲ء ۳ جس میں مذہبی امور کا کوئی وزیر نہ تھا

- ☆ چیف جسٹس کارنیلیس (عیسائی) ☆ وزیر قانون جوگندر ناتھ منڈل (ہندو)  
 ☆ وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں (قادیانی) ☆ افواج کے سب سربراہ انگریز (عیسائی یا لاندہب)  
 ☆ جنرل میسروی، جنرل گریسی، فضائیہ کے (انگریز) ☆ آراچی رے، بحریہ کے (انگریز)  
 ☆ ریئر ایڈمرل جینورڈ (انگریز) ☆ پنجاب کا گورنر انگریز سرفرانس موڈی  
 ☆ صوبہ سرحد میں کنگھم اور ڈنڈاس (انگریز اور عیسائی گورنر رہے)  
 ☆ مشرقی پاکستان کا انگریز گورنر فریڈرک بورن ! علامہ (عثمانی) کا تو یہ حال ہوا ہے کہ  
 ع بس خوں ٹپک پڑا نگلے انتظار سے

تبدیلی :

بالآخر کچھ تبدیلی آئی ! لیاقت علی خاں کے دور میں مولانا کا کچھ بس چلا تو شیرازہ جمع کیا اور علماء کو ۲۲ نکات پر متفق کیا ! اس کے کچھ ہی بعد ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء کو علامہ صاحب وفات پا گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ اگر وہ زندہ رہتے تو قانونِ اسلامی کے نفاذ کے لیے اس کے سوا وہ اور کیا کرتے کہ قانون کے لیے حنفی کتب کا ترجمہ کرانے اور عدلیہ کو اس پر چلانے کی کوشش کرتے، قابلِ عمل شکل ہی یہ ہے بس ! جو ان کا اگلا قدم ہوتا وہ ہم اٹھا رہے ہیں ! نیز ان ۲۲ نکات میں اور نفاذِ فقہ حنفی و فقہ جعفری اور غیر مقلدوں کے لیے ان کے عالم کو ان کا حج مان لینے میں تعارض کیا ہے ! ؟ بلکہ آپ کا اس اگلے قدم سے روکنا نفاذِ اسلام کو روکنا ہے بلکہ بالفاظِ دیگر ۲۲ نکات سے انحراف بھی ! مینارِ پاکستان پر یہ اعلان تو اب ہوا ہے میں تو ذاتی طور پر اس کے لیے ۱۹۷۷ء سے کوشاں ہوں حضرت مفتی محمود صاحب سے عرض کرتا رہا ہوں ! !

(ماہنامہ) میثاق کے اسی پرچہ میں مقبول الرحیم صاحب مفتی نے ڈاکٹر اسرار صاحب کے ۳۱ اپریل ۱۹۸۷ء کے جمعہ کے خطاب کے یہ جملے نقل کیے ہیں :

”قرآن و سنت سے براہ راست استنباط کرتے ہوئے آج کے مسائل کا حل تلاش کرنا بھی اسی طرح درست ہے جس طرح کسی فقہی مسلک کی فقہ کو نافذ کرنا درست ہے“

اگر ڈاکٹر صاحب کے سامنے آج کے حالات میں ایسے حل طلب مسائل ہیں کہ جن کا حل فقہ میں موجود نہیں تو وہ ان کی نشاندہی کریں ! جا بجا مدارس میں علماء اور مفتی حضرات موجود ہیں ان سے رجوع فرمائیں مجھے بھی بتلائیں اور اگر خدا نخواستہ ڈاکٹر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ فقہ حنفی کے نفاذ کا نام نہ لیا جائے اور ہر مسئلہ میں چاہے وہ پہلے سے حل شدہ موجود ہو، اب بلاوجہ بھی اجتہاد کی اجازت کو عام کیا جائے تو یہ غلط ہے اور ضلالت ہے ! میں اس کا شدید مخالف ہوں یہ دین کے لیے سم قاتل ہے یہ انداز فکر اور سوچ بر خود غلط لوگوں ہی کی ہو سکتی ہے ! !

چھتیس ہزار فتاویٰ :

دارالعلوم دیوبند میں مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ ہی کے حل کردہ چھتیس ہزار فتوے ہیں ! یہ دارالعلوم کے پہلے مفتی تھے ان کے بعد سے اب تک کی تعداد معلوم نہیں ! مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے حل کردہ مسائل کے تیس کے قریب رجسٹر قاسم العلوم ملتان میں موجود ہیں ! ان سب کارناموں پر انگریزی قانون نے پردہ ڈال رکھا ہے !

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جو بات کی ہے وہ اپنے ارد گرد لوگوں سے متاثر ہو کر کی ہوگی ! بہر حال اس سے انہیں رجوع کرنا لازم ہے اگرچہ وہ غیر متشدد غیر مقلد ہیں مگر میری مذکورہ بالا تشریح پر غور کرنا چاہیے ! وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

حامد میاں غفرلہ

۱۶ رمضان ۱۴۰۷ھ / ۱۴ مئی ۱۹۸۷ء پنجشنبہ



## (۱) خطبات سید محمود میاں

محمود الملة والدين شيخ الحديث حضرت مولانا سيد محمود ميان صاحب جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں جمعہ کا بیان فرمایا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد نعیم صاحب کرتے تھے، ان بیانات کی افادیت کے پیش نظر انہیں ماہنامہ انوار مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ حضرت کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

مذہبی شناخت : ڈاڑھی بڑھاؤ ، مونچھیں ترشواؤ !

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب ﴾

عنوانات و نظر ثانی : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہ

( ۲۳ صفر ۱۴۴۵ھ / ۲۷ دسمبر ۲۰۱۳ء )



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ !

نبی علیہ السلام نے مسلمانوں کو بہت سی ہدایات دیں ان میں ایک بات یہ بھی بتائی جس کا

تعلق داڑھی سے اور مونچھ سے ہے ارشاد فرمایا

” اَنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحْيَةَ ! ” مونچھیں کتراؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ “

مونچھ اگر بہت بڑی ہو جائے تو وہ ہونٹوں کے اوپر آ جاتی ہے اور جب وہ ہونٹوں کے اوپر آتی ہے تو انسان کو کھانا پینا بھی مشکل ہوتا ہے ! وہ کھائے گا پیے گا تو کھانے پینے کی چیز میں بال ڈوبیں گے اس کے بکرائیں گے بال لقمے سے نوالے سے، چائے پیے گا تو چائے میں بال ڈوبیں گے، دودھ پیے گا تو ڈوبیں گے اور وہ اگر کالے بال ہیں اور ان پر دودھ چپک جائے گا سفید سفید تو بہت برا لگے گا

مجلس میں، بہت ہی بدتہذیبی محسوس ہوگی تو نبی علیہ السلام چونکہ باپ کی طرح تھے امت کے لیے تو ان کا ہر اچھا برا انہیں سمجھاتے تھے۔

تو اس سے تم بہت برے لگو گے مجلس میں، اٹھتے بیٹھتے برے لگو گے، کھاؤ گے تو، تمہاری چائے پانی دودھ جو پیو گے پہلے مونچھوں سے لگیں گی پھر منہ میں جائے گا تو طبیعت اسے پسند نہیں کرتی ! اگر انسان اچھی طبیعت کا ہو صاف سترے مزاج کا ہو تو وہ یہ چیزیں پسند نہیں کرتا !!

تو فرمایا مونچھوں کو تراشو، ڈاڑھی کو بڑھاؤ ! کیونکہ ڈاڑھی کا تعلق کھانے پینے سے نہیں ہے، پیالہ منہ سے لگتا ہے، ڈاڑھی سے نہیں لگتا، کھانا جو ہے وہ منہ میں جائے گا وہ ڈاڑھی سے مس نہیں ہوگا اس کا ڈاڑھی سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے، وہ ایک مردانہ نشانی اور علامت ہے مردانگی کی ! اس لیے مردوں کو کہا ہے عورتوں کو نہیں فرمایا کیونکہ ان کی ڈاڑھی ہوتی نہیں !!

فرشتوں کی عبادت :

حدیث میں آتا ہے ایسے فرشتے مقرر ہیں جن کی مختلف تسبیحات ہیں ! ایک فرشتہ ہے اس کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ فلاں ذکر کرتا ہے بس وہ کر رہا ہے اللہ کی بڑائی کر رہا ہے اس کی پاکی بیان کر رہا ہے، کوئی فرشتہ کسی قسم کے وظیفے پر لگا ہوا ہے، کوئی کسی قسم کے وظیفہ پر ! حضرت اسرافیل علیہ السلام صور ہاتھ میں پکڑ کر کھڑے ہوئے ہیں ڈیوٹی دے رہے ہیں جیسے ایک مستعد سپاہی کھڑا ہوتا ہے، آرڈر مل جائے جب فائر کرنے کا تو فائر کرتا ہے، وہ ہر وقت مستعد کھڑا ہوا ہے ادھر ادھر نہیں دیکھے گا بس اس کا دھیان سامنے ہے بندوق کی طرف اور کان اس کے آرڈر کی طرف لگے ہوتے ہیں، کب کان میں آواز پڑے تو میں فائر کروں، بس فرشتوں کی بھی یہی حالت ہے !!

اللہ نے اپنی عظمت اور جاہ و جلال کے لیے مخلوق پیدا کر کے ان کی ایسی ڈیوٹی لگا دی جس سے اللہ کی کبریائی و عظمت اس کی جبروت ظاہر ہوتی ہے ! تو اسرافیل علیہ السلام اتنے بڑے فرشتے ہیں ان کا وظیفہ کیا ہے ؟ بس وہ صور ہاتھ میں پکڑ کر اور کان اللہ کے دھیان کی طرف لگائے کھڑے

ہوئے ہیں بالکل ساکت کھڑے ہیں جب حکم ہوگا اسے پھونک دوں گا ان کی ڈیوٹی یہ ہے، ان کی عبادت اور ان کا وظیفہ یہ ہے ! نہ رکوع، نہ سجود، نہ وضو، نہ غسل، نہ نماز، نہ روزہ، ان کا کچھ نہیں، ان کی یہی عبادت ہے وہ اس میں لگے ہوئے ہیں !!

انسانوں کی عبادت :

انسان کی اور طرح کی عبادت ہے، وہ نبیوں کے ذریعے بتائی یہ کرنا ہے چنانچہ بعض فرشتے ہیں ان کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی تعریف ان ہی الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مردوں کو ڈاڑھی سے سجایا ان کے چہروں کو اور عورتوں کو زلفوں سے سجایا !

عورتوں کی زینت زلفیں سر کے بال ہیں، مردوں کی زینت ڈاڑھی کے بال ہیں، پتہ چلتا ہے کہ نر آ رہا ہے نر مرد، ڈاڑھی مونڈھا عورتوں جیسا لگتا ہے..... لگے گا جو چاہے کہہ لو، عیسائی بھی مونڈھتے ہیں، یہودی بھی مونڈھتے ہیں، بہت سے کافر نہیں مونڈھتے، ان سے کہو تو مرجائیں گے لیکن مونڈھنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، سکھ ساری دنیا سے مقدمہ لڑتے ہیں ان کی ڈاڑھی کو کوئی نہیں چھیڑ سکتا اور نہ ان کی پگڑی کو کوئی چھیڑ سکتا ہے، دنیا میں اتنے سے ہیں اتنے سے، سکھ ایک رتی کے برابر پوری دنیا میں لیکن وہ اس چیز کو نہیں چھوڑتے !!

اور مسلمان دنیا میں بہت بڑی تعداد میں ہیں، چاہیں تو الٹ دیں سب کو، چاہیں گے تو الٹیں گے چاہ ہی نہیں رہے، چاہتے ہی نہیں سو رہے ہیں، نقل ان کی کر رہے ہیں جن کی نقل کریں گے ان کو کیسے الٹیں گے، ان کو تو استاد مان لیا، ان کو تو بڑا مان لیا ہم نے، یہودیوں کو عیسائیوں کو کافروں کو اداکاراؤں کو کھلاڑیوں کو گلی ڈنڈا کھیلنے والوں کو بس ہمارا کام صبح شام کا یہی ہے، بال ان کی طرح رکھنا، کھانا ان کی طرح کھانا، کنگھی ان کی طرح کرنی، کھڑا ان کی طرح ہونا ہے، گلے میں بستہ ان کی طرح ڈالنا، اسی ادا سے کھڑا ہونا، اسی ادا سے چلنا ہے، جب یہ بنا لیں گے ہم تو دنیا کو نہیں الٹ سکتے کیونکہ ہم ان کی نقل کر رہے ہیں انہیں بڑا بنا لیا ہم نے !!

## ڈاڑھی کی مقدار ؟

تو آپ نے فرمایا ڈاڑھی بڑھاؤ موچھیں ترشواؤ ! ڈاڑھی بڑھانے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ خوفناک ڈاڑھی بنا لو کہ دیکھ کر بچے ہی ڈر جائیں، منع ہے یہ بھی منع کیا، ایسے بناؤ کہ اچھے لگو ! چنانچہ نبی علیہ السلام نے ایک مشمت کے برابر رکھی ! ایسے یوں پکڑ کر اس سے زائد کاٹ دو بس اتنا رکھو، نہ بہت چھوٹی نہ بہت لمبی یہ سنت ہے !!

تو نبی علیہ السلام کی تعلیمات فطرت کے مطابق ہیں، ایک فرشتہ یہ وظیفہ کر رہا ہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مردوں کو ڈاڑھی سے زینت بخشی اور عورتوں کو گیسو اور زلفوں سے زینت بخشی ! اب کون بیوقوف ہے جو عورت کے بال مونڈوائے، سر مونڈوائے کوئی مونڈواتا ہے ؟ کوئی عورت پسند کرتی ہے ؟ کبھی بھی نہیں کرے گی، زینت ہیں بال، کتنی خدمت اپنی بالوں کی وہ کرتی ہیں کتنا خیال رکھتی ہیں ! مرد بھی کتنا فکر کرتے ہیں بیٹی کے بال ذرا کم ہو جائیں باپ کو فکر ہو جاتی ہے، اوہو بال کم ہو رہے ہیں ان کا شادی بیاہ بھی کرنا ہے ! یہ تو نہیں ہونا چاہیے، ماں کو فکر ہو رہی ہے چچاؤں کو فکر ہو رہی ہے، شوہر والی ہے تو شوہر کو فکر ہو رہی ہے اوہو اس کے بال گھنے ہونے چاہئیں ٹھیک ہونے چاہئیں اس کے بالوں کی فکر کر رہے ہیں اور اپنے بالوں کی فکر نہیں کرتے !! ہمیں اللہ نے مسلمان بنایا اس لیے ہمیں مسلمان بن کر ہی رہنا چاہیے اور مسلمان صحیح معنی میں جب بنیں گے جب ہم نبی علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کریں گے۔

مسلمانوں کی ظاہری شناخت :

میں جب ہندوستان گیا دو خوبصورت نوجوان گاڑی میں اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے، ہماری گاڑی چل رہی تھی مجھے پتہ نہیں چل رہا تھا یہ سکھ ہیں یا ہندو ہیں یا مسلمان ہیں، مجھے نہیں پتہ چل رہا تھا کیونکہ مسلمانوں کی کوئی نشانی ان میں نہیں تھی، میں نے نام پوچھا تو ایک نے نام مسلمانوں والا بتایا، ایک نے ہندوؤں والا بتایا، اس سے مجھے پتہ چلا کہ یہ ہندو ہے یہ مسلمان ہے !!

ہم اتنے گر گئے کہ دیکھنے والا ہمیں ہندو بھی کہہ سکتا ہے، دیکھنے والا ہمیں سکھ بھی کہہ سکتا ہے، عیسائی بھی کہہ سکتا ہے، دیکھنے والا ہمیں یہودی بھی کہہ سکتا ہے، جو چاہے کہہ سکتا ہے کیونکہ ہم نے خود اپنے مذہب کو رسوا کر دیا اور اس سے اپنا رشتہ توڑ کر اپنی شناخت کو ختم کر دیا جب تک یہ شناخت ہماری نہیں آئے گی اس وقت تک ہماری ٹانگوں میں جان نہیں آئے گی جب ٹانگوں میں جان نہیں آئے گی تو پھر ہم آگے نہیں بڑھ سکیں گے !

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ کی اور عمل کی توفیق دے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

### اہم اعلان

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نور اللہ مرقدہ کی شخصیت و خدمات پر انوار مدینہ کی ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں معاصرین، تلامذہ، متعلقین و مجتہدین حضرات کے تاثرات بھی شامل ہوں گے ! جو حضرات اپنے مضامین و مقالات، تاثرات، تعریقی پیغامات یا منظوم کلام ارسال فرمانا چاہیں، جلد از جلد درج ذیل پتے، ای میل یا واٹس ایپ نمبر پر ارسال فرما دیں علاوہ ازیں اگر کسی کے پاس شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا مکتوب یا تحریر موجود ہو تو اسے بھی ارسال فرما دیں ! جو حضرات اپنے تاثرات زبانی بتانا چاہیں، وہ اپنے نام، پتے اور مکمل تعارف کے ساتھ درج ذیل نمبر پر صوتی پیغام (واٹس میسج) بھی ارسال فرما سکتے ہیں اگر مضمون، مقالہ، مکتوب یا تاثرات کمپوز شدہ ہوں تو ان کی کمپیوٹر فائل بھی ای میل یا واٹس ایپ فرمادیں تو نوازش اور ادارے کے ساتھ دہرا تعاون ہوگا

رابطہ : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہ

خادم جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد ۱۹ کلومیٹر شارع راینونڈ لاہور

## فضیلت کی راتیں

قسط : ۱

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾



موجودہ دور میں لوگ تقریباً ہر چیز ہی میں افراط و تفریط کا شکار ہیں ! خواہ اُس چیز کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے، عقائد سے ہو یا اعمال سے، کچھ لوگ اس کو بڑھا کر اس کے اصل مرتبہ و مقام سے بھی آگے لے جاتے ہیں اور کچھ لوگ اسے اس کا جائز مقام دینے کو بھی تیار نہیں ہوتے ! ان ہی افراط و تفریط کا شکار چیزوں میں سے چند مخصوص راتیں بھی ہیں کچھ لوگ تو ان راتوں کی فضیلت کا اس قدر زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سب کچھ ان ہی کو سمجھ بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ سرے سے ان کی فضیلت ہی کے منکر ہیں اور تحریراً و تقریراً ان کے خلاف برسرا پیکار ہیں، شریعت مقدسہ میں افراط و تفریط سے ہٹ کر درمیانی راہ بتلائی گئی ہے اگر اُس پر چلا جائے تو منزل پر پہنچا جاسکتا ہے اور مقصود کو پایا جاسکتا ہے !

راقم الحروف سے بعض احباب نے اس بات کا تقاضا کیا کہ ایک رسالہ ترتیب دیا جائے جس میں ان راتوں کے متعلق افراط و تفریط سے بچتے ہوئے جو فضائل آئے ہیں ان کا تذکرہ کیا جائے اور ان کے متعلق اسلاف کا جو عمل متواتر ہے اسے بیان کیا جائے نیز جو لوگ ان کے متعلق افراط و تفریط کا شکار ہیں ان کی غلط فہمیاں دُور کی جائیں، خود راقم کا بھی عرصہ سے یہ خیال تھا احباب کے تقاضے سے اس کام کا مزید داعیہ پیدا ہوا چنانچہ اللہ کا نام لے کر یہ کام شروع کر دیا گیا ! اس میں ہمارا اسلوب یہ ہوگا کہ

☆ اولاً تو ان راتوں کے متعلق قرآن و احادیث مبارکہ میں جو فضائل آئے ہیں وہ ذکر کیے جائیں گے

☆ ثانیاً ان راتوں میں اسلاف کا معمول ذکر کر کے جو منکرات ان میں کیے جاتے ہیں ان کی تردید کی جائے گی

☆ ثالثاً منکرین کے شکوک و شبہات کا جواب دیا جائے گا وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو اپنی جگہ ہر رات محترم اور فضیلت کی حامل ہے یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں رات کے قیام اور اس میں دعا کرنے کی بڑی اہمیت بتلائی گئی ہے چنانچہ

☆ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
يُحْشَرُ النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُنَادِي مُنَادٍ فَيَقُولُ أَيْنَ الَّذِينَ  
كَانَتْ ﴿ تَتَجَالَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ فَيَقُومُونَ وَهُمْ قَلِيلٌ يَدْخُلُونَ  
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ إِلَى الْحِسَابِ . ۱

”قیامت کے دن سب لوگ (زندہ کیے جانے کے بعد) ایک وسیع اور ہموار  
میدان میں اکٹھے کیے جائیں گے پھر اللہ کا منادی پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ بندے  
جن کے پہلو راتوں کو بستروں سے الگ رہتے تھے (یعنی اپنے بستر چھوڑ کر جو  
راتوں کو تہجد پڑھتے تھے) پس وہ اس پکار پر کھڑے ہو جائیں گے اور ان کی تعداد  
زیادہ نہ ہوگی پھر وہ اللہ کے حکم سے بغیر حساب و کتاب کے جنت میں چلے جائیں گے  
اس کے بعد باقی تمام لوگوں کے لیے حکم ہوگا کہ وہ حساب کے لیے حاضر ہوں“

☆ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا  
أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ  
مِمَّنْ يَذْكُرُ اللَّهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ . ۲

”اللہ تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری درمیانی حصے میں  
ہوتے ہیں ! پس اگر تم سے ہو سکے تو تم ان بندوں میں سے ہو جاؤ جو اس مبارک  
وقت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو تم ان میں سے ہو جاؤ“

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے  
يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ  
يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ . ۳

۱ شعب الایمان للبیہقی رقم الحدیث ۲۹۷۴ ۲ سنن الترمذی رقم الحدیث ۳۵۷۹

۳ صحیح البخاری کتاب التہجد رقم الحدیث ۱۱۳۵

”ہمارے مالک اور رب تبارک و تعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں ! کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں ! کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے میں اس کو بخش دوں !“

ان حادثہ مبارکہ کی طرف نظر کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ ہر رات ہی اہمیت کی حامل ہے یہی وجہ ہے کہ بارگاہِ خداوندی کے حاضر باش اور لذتِ عبادت و مناجات سے آشنا شبِ زندہ دار لوگ بلا تفریق تمام راتوں کو اپنی عبادات سے معمور رکھتے ہیں اور ہونا بھی یہی چاہیے کہ مقصودِ اصلی مالک کی رضا ہو اور وہ ہر رات اپنی رضا سے نوازنے کے لیے ندا کروا رہا ہے کسی نے خوب کہا مَنْ لَمْ يَعْرِفْ قَدْرَ لَيْلَةٍ لَمْ يَعْرِفْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ جس نے ”رات“ کی قدر نہ جانی اسے ”لَيْلَةُ الْقَدْرِ“ کی کیا قدر معلوم ہوگی !!! ! !

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

بوستان میں حکایت ہے کہ کسی شہزادہ کا ایک ”لعل“ شب کے وقت کسی جگہ گر گیا تھا اس نے حکم دیا کہ اس مقام کی تمام کنکریاں اٹھا کر جمع کریں اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ اگر کنکریاں چھانٹ کر جمع کی جاتیں تو ممکن تھا کہ ”لعل“ ان میں نہ آتا اور جب ساری کنکریاں اٹھائی گئی ہیں تو لعل ضرور آ گیا ہے، کسی نے اسی جملہ کا ترجمہ خوب کیا ہے۔

اے خواجہ چہ پرسی ز شبِ قدر نشانی ہر شبِ شبِ قدرست گر قدر بدانی !

تاہم اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو ذوقِ عبادت اور لذتِ مناجات سے نا آشنا اور کوتاہ ہمت ہیں ایسے لوگوں کے لیے غنیمت ہے کہ وہ چند مخصوص راتوں ہی میں صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اُسے راضی کر لیں ! اسی جذبے کے تحت مخصوص راتوں کے فضائلِ قلم بند کیے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ افرات و تفریط سے بچتے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین !

وہ چند مخصوص راتیں جن کی فضیلت قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہے درج ذیل ہیں

- |               |  |
|---------------|--|
| (۱) شبِ معراج | (۴) ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں       |
| (۲) شبِ براءت | (۵) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتیں |
| (۳) شبِ قدر   | (۶) شبِ جمعہ                           |

شبِ معراج :

مشہور قول کے مطابق بعثتِ نبوی کے گیارہویں سال رجب المرجب کی ستائیسویں شب آنحضرت ﷺ کے ساتھ واقعہ معراج پیش آیا جس کی تفصیل احادیث و سیر کی کتابوں میں مذکور ہے، اس شب آنحضرت ﷺ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تشریف لے گئے وہاں آپ نے تمام انبیاءِ کرام کی نماز میں امامت فرمائی پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں اور جنت و جہنم کی سیر کرتے ہوئے آپ بارگاہِ الہی میں تشریف لے گئے اور زیارتِ خداوندی نیز ذاتِ باری تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا ! اسی موقع پر آپ کو دن و رات میں پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم ہوا آپ بارگاہِ الہی سے یہ عطیہ امت کے پاس لائے، اس لحاظ سے یہ شب انتہائی افضل و مبارک شب ہوئی ! لیکن یہ بات سمجھنے کی ہے کہ یہ افضلیت و شرف صرف اسی ایک شب کو حاصل ہوا جس میں واقعہ معراج پیش آیا تھا نہ کہ ہر سال کے رجب کی ستائیسویں شب کو، لہذا ہر سال کے رجب کی ستائیسویں شب کو افضل سمجھنا صحیح نہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ کسی بھی صحیح یا حسن یا اقل درجہ کی ضعیف حدیث میں رجب کی ستائیسویں شب کی فضیلت یا اس کے متعلق کوئی خاص عمل نہیں آیا۔ نہ ہی اسلاف سے اس شب میں کوئی خاص عمل متواتر ہے اس لیے چاہیے تو یہ کہ اپنی طرف سے اس شب میں کسی بھی قسم کا کوئی خاص عمل نہ اپنایا جائے لیکن دیکھنے میں آ رہا ہے کہ بہت سے لوگ اس شب کی فضیلت کا اعتقاد

۱۔ رجب المرجب کی ستائیسویں شب کے متعلق جو احادیث آئی ہیں ان روایات کی جانچ پر کھلامہ ابن حجر عسقلانی نے ”تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب“ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ”مناہت بالسنة“ میں کی ہے

اہل علم حضرات وہاں ملاحظہ فرمائیں

رکھتے ہوئے خاص قسم کے اعمال کرتے ہیں، ذیل میں ان اعمال کو ذکر کر کے ان کا مختصر تجزیہ پیش کیا جاتا ہے

رجبی کا بیان :

حضرت مولانا مفتی سید عبدالکریم گمٹھلوی خلیفہ مجاز حضرت تھانوی رحمہما اللہ تحریر فرماتے ہیں :

” رجب کی ستائیسویں رات کو معراج شریف کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور دھوم دھام سے جلسے ہوتے ہیں جن میں فضول خرچی اور بے جا زینت اور ضرورت سے کہیں بڑھ کر روشنی وغیرہ ہوتی ہے، شریعت میں اس ہیبت متعارفہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ فضول خرچی وغیرہ کی صاف طور پر ممانعت اور سخت مذمت وارد ہوئی ہے اور اگر کوئی مجمع ان خرافات سے پورا پرہیز رکھ کر کیا جاوے تب بھی کم از کم دن کی تعیین کا تو گناہ ہے ہی کیونکہ اس تذکرہ کے واسطے شریعت نے کوئی دن معین نہیں فرمایا ! دوسرے قاعدہ ہے کہ اگر کسی غیر ضروری فعل سے دوسرے لوگوں کے عقائد بگڑنے کا اندیشہ ہو تو اس فعل کو بالکل ترک کر دیا جائے گا ! اس واسطے ترک منکرات کے باوجود بھی ایسی مجلسوں کی اجازت نہیں ہو سکتی جیسا کہ ہم ربیع الاول کے بیان میں مفصل لکھ چکے ہیں ! اور بعض لوگ جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ فضیلت کے ایام کا دھیان نہیں رہتا اور نہ فضیلت ذہن نشین ہوتی ہے جب تک کہ موقع پر اس کی تفصیل نہ کی جاوے اس واسطے جن دنوں میں کوئی فضیلت ہو ان کا بیان خاص خاص موقعوں پر مفصل سنانے کی ضرورت ہے تاکہ بے خبر لوگوں کو پتہ لگ جائے اور جو پیشتر سے واقف ہیں ان کو یاد دہانی ہو جاوے !

سو اس کا ایک جواب تو وہی ہے جو ابھی مذکور ہوا یعنی اگر اس یاد دہانی سے کسی خرابی کا اندیشہ نہ ہوتا اور کوئی امر منکر بھی شامل نہ ہوتا تو اس میں فی نفسہ مضائقہ نہ تھا لیکن جب خرابی عقائد کی نوبت آگئی تو منع کرنا لازم ہے !

دوسرا جواب یہ ہے کہ یاد دہانی کے واسطے نہ کسی دن کو خاص کرنے کی ضرورت نہ کسی ہیئتِ خاصہ کی حاجت ہے نہ اہتمامِ مجمع کی، جب موقع ہو اہل علم اپنے طور پر وعظ وغیرہ میں ذکر کر دیں جیسا کہ شبِ قدر وغیرہ کے متعلق معمول ہے!

غرض یہ کہ ذکرِ معراج شریف تو باعثِ ثواب ہے اور اس سے حضور ﷺ کی عظمت اور محبت بڑھتی ہے اور واقعہ معراج سے جو احکام معلوم ہوتے ہیں اور اس میں جو حکمتیں ہیں اگر ان کا بیان بھی کیا جاوے تو سونے پر سہاگہ ہو جائے لیکن اس کے واسطے خاص ماہِ رجب کی تخصیص کرنا بلکہ ستائیسویں شب کو لازم قرار دینا حدودِ شرعیہ سے تجاوز اور بدعت ہے وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ اور اگر اس میں ریاء، تفاخر، اسراف وغیرہ شامل ہو جائیں تو ”کریلا اور نیم چڑھا“ کا مصداق بن جاتا ہے، خوب سمجھ لو حق تعالیٰ فہمِ سلیم اور اتباعِ سنت کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین“ (بارہ مہینوں کے فضائل و احکام ص ۲۷، ۲۸)

### ہزاری روزے کا بیان :

عام لوگ رجب کی ستائیسویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب ایک ہزار روزے کے برابر سمجھتے ہیں اسی واسطے اس کو ہزاری روزہ کہتے ہیں مگر یہ فضیلت ثابت نہیں کیونکہ اکثر روایات تو اس بارے میں موضوع ہیں اور بعض جو موضوع نہیں وہ بھی بہت ضعیف ہیں اس لیے اس روزہ کے متعلق سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے! حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں ایسا ہوا کہ بعض لوگ ستائیس رجب کو روزہ رکھنے لگے جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ان سے زبردستی روزے کھلوائے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

عَنْ خُرَّشَةَ بْنِ الْحَرِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَضْرِبُ أَكْفَ الرَّجَالِ فِي صَوْمِ رَجَبٍ حَتَّى يَضَعُوهُمَا فِي الطَّعَامِ وَيَقُولُ رَجَبٌ وَمَا رَجَبٌ؟ شَهْرٌ يُعْظَمُهُ الْجَاهِلِيَّةُ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ تُرِكَ. ۱

”حضرت خرشہ بن مُرَحْمَہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ رجب کے روزہ داروں کو پکڑ کر کھانا کھلاتے تھے اور فرماتے تھے یہ رجب، یہ رجب کیا چیز ہے؟ سنو! رجب وہ مہینہ ہے جسے ایامِ جاہلیت میں معظم مانا جاتا تھا لیکن اسلام نے آکر اس کو ترک کر دیا“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول و عمل کی موجودگی میں بہتر یہی ہے کہ ستائیسویں رجب کو روزہ نہ رکھا جائے کیونکہ اگر اس کی فضیلت ثابت ہوتی یا یہ مسنون ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے منع نہ فرماتے بلکہ خود رکھتے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے !!!

رجب کی ستائیسویں شب میں چراغاں کرنا :

بہت سے لوگ رجب کی ستائیسویں شب کو چراغاں کرتے ہیں چنانچہ کچھ تو چھتوں پر موم بتیاں جلاتے ہیں اور کچھ بجلی کی چھوٹی بتیاں روشن کرتے ہیں اس کام میں جہاں اسراف اور فضول خرچی ہوتی ہے وہیں عقائد بھی خراب ہوتے ہیں!

ایک خاتون سے میں نے پوچھا کہ خالہ آپ یہ موم بتیاں کیوں جلاتی ہیں؟ وہ بولیں کہ ”اس رات ہمارے نبی کی سواری گزرتی ہے“ !!! غور کا مقام ہے کہ لوگوں کے عقائد و اعمال میں کہاں تک خرابی آچکی ہے! ہمیں چاہیے کہ ہم تمام ایسے کام چھوڑ دیں جو شریعت سے ثابت نہیں کیونکہ ایسے کام کرنے سے ثواب ملنا تو بہت دور رہا لٹا گناہ ہوتا ہے !!!

تنبیہ :

یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ ہم لوگوں نے تو قطعی اور یقینی طور پر رجب کی ستائیسویں شب ہی کو شبِ معراج تصور کر رکھا ہے حالانکہ شبِ معراج کے مہینہ کی تعیین میں علماء کے پانچ اقوال ملتے ہیں :

(۱) بعض کے نزدیک شبِ معراج ربیع الاول میں ہوئی ہے (۲) بعض کے نزدیک ربیع الثانی میں ہوئی ہے (۳) بعض کے نزدیک رجب میں ہوئی ہے (۴) بعض کے نزدیک رمضان المبارک میں ہوئی ہے

(۵) بعض کے نزدیک شوال میں ہوئی ہے چنانچہ علامہ سید محمد زرقانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

( وَكَمَا كَانَ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ أَوِ الْآخِرِ أَوْ رَجَبٍ أَوْ رَمَضَانَ أَوْ شَوَّالٍ أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ . ( أُسْرَى بِرُوحِهِ وَجَسَدِهِ يَقْظَةً ) ۱

”جب ربیع الاول کا مہینہ ہوا، یا ربیع الآخر کا، یا رجب کا، یا رمضان کا، یا شوال کا اس سلسلہ میں یہ پانچ اقوال ہیں تو آپ کو روح مع الجسم بیداری کی حالت میں معراج کرائی گئی“

ایسی صورت میں قطعی و یقینی طور پر یہ سمجھ لینا کہ شبِ معراج رجب المرجب کی ستائیسویں شب ہی ہے انتہائی غلط ہے ! اسی کے ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ واقعہ معراج مشہور قول کے مطابق بعثت کے گیارہویں سال پیش آیا ہے اس کے بعد آنحضرت ﷺ تقریباً بارہ سال حیات رہے ہیں، کیا آپ نے ان بارہ سالوں میں اس شب میں کوئی خاص عمل کیا ہے یا لوگوں کو ترغیب دی ہے ؟ ؟ ! احادیث و سیر کی کتابوں پر نظر ڈالیے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ سب کتب اس سلسلہ میں خاموش ہیں ! اسی طرح صحابہ کرام کے سوسالہ دور پر نظر ڈالیے وہاں بھی اس شب کے متعلق کچھ نظر نہیں آتا ! آگے تابعین و تبع تابعین کا دور بھی اس سے خالی نظر آتا ہے ! ! !

الغرض قصہ مختصر یہ ہے کہ چونکہ اس شب کی بابت احادیث مبارکہ میں نہ کوئی خاص نماز آئی اور نہ روزہ رکھنا اور چراغاں کرنا اس لیے ہمیں اس شب کی فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہوئے ان امور کی انجام دہی سے گریز کرنا چاہیے اور سلفِ صالحین کے طریقہ کو اپنانا چاہیے کہ اسی میں فلاح اور نجات ہے۔ (جاری ہے)



## درسِ حدیث (۱)

محمود الملة والذین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ”خانقاہ حامد یہ چشتیہ“ کے تحت ہونے والی مجلسِ ذکر کے بعد ہر اتوار بعد نمازِ مغرب درسِ حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان دروس کی افادیت کے پیش نظر ان دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیضِ کوتا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

## رسول اللہ ﷺ کی عسکری ہدایات

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

(۱۸/ صفر ۱۴۴۵ھ / ۲۲ دسمبر ۲۰۱۳ء)

عنوانات و نظر ثانی : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہ



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ !

حضرت سلیمان بن بريدة رضی اللہ عنہ اپنے والد سے یہ حدیث روایت کر رہے ہیں.....  
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو امیر لشکر ہوتا تھا اس کو کچھ قوانین اور ضوابط ارشاد فرمایا کرتے تھے ہمیشہ،  
جب بھی روانہ کرتے تو ان کو کچھ قوانین جن کا مقصد اللہ کی طرف رجوع الی اللہ ہوتا ہے اور اللہ کی جو  
مخلوق ہے اس کے حقوق بھی بیان فرماتے، وہ بڑا متقی اور پرہیزگار کمانڈر ہوتا تھا اور اس میں آپ  
تمام قسم کے ضوابط اور قوانین بتلاتے تھے کہ فوجی ضابطے، مارشل رولز، قیدیوں کے قوانین کس طرح  
ہوں گے؟ اُس مرحلے پر یہ کرنا ہے اس مرحلے پر یہ کرنا ہے، اس کے متعلق ساری تفصیل گزشتہ دروس  
میں گزر چکی ہے، اس حدیث شریف کا کچھ حصہ باقی رہتا تھا جس میں آپ مزید کچھ ہدایات دے رہے ہیں

پہلے فرمایا تھا کہ جب جاؤ تو پہلے جنگ نہیں لڑو، انہیں تین باتیں پیش کرو، سب سے پہلے اسلام کی دعوت دے دو، اگر اسلام قبول کر لیں تو بہت اچھی بات ہے، فوجی قانون ہے اور قبول کرنے کے بعد پھر ان کو یہ یہ کہو کہ اسلام لے آئے تو یا تو ہمارے ساتھ چلو مدینہ منورہ دار الخلافہ مرکز میں تاکہ تمام معاملات میں تم ہمارے ساتھ شریک رہو ہم تم سے فائدہ اٹھائیں تم ہم سے فائدہ اٹھاؤ، وہاں جانے کے لیے تیار ہو تو ٹھیک ہے، نہ تیار ہوں اور اپنے ہی علاقوں میں رہنا چاہتے ہوں تو بھی انہیں قوانین بتانے کی ضرورت ہے کہ اس صورت میں یہ یہ قوانین ہوں گے !

اور اگر اسلام نہ لائیں، یہ کہیں کہ نہیں ہم اسلام نہیں لاتے، تو اسلام میں جبر نہیں ہے، تلوار کے زور پر مسلمان کرنا، یہ نہیں ہے ! کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر یہ تعلیمات نہ ہوتیں، کچھ اور ہوتیں !!  
تو فرمایا کہ ان سے کہو کہ تم ہماری عملداری قبول کر لو، ہماری عملداری میں آ جاؤ گے اور اتنا جزیہ دیا کرو، سال کا اتنا ٹیکس نی کس، ایک آدمی پر یہ ٹیکس دو تو تمام حقوق تمہارے ہمارے ذمہ ہوں گے تمہاری جان مال عزت آبرو جیسے ہماری ہوتی ہے ایسے ہی تمہاری ہو جائے گی جیسے اقلیت رہتی ہیں اس طرح رہو گے اور اقلیتوں کے پورے حقوق تمہیں دیے جائیں گے، عزت کے ساتھ رکھا جائے گا، یہ ان کو کہو ! یہ راستہ بتلایا جرنیل کو آپ (علیہ السلام) نے کہ اس طرح کرنا ہے !! اور اگر اسے مان لیں تو اچھی بات ہے !!

اگر نہیں مانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں..... نہ ہی ہم اسلام لائیں گے اور نہ ہم تمہاری عمل داری میں آئیں گے تو پھر کیا کرو ؟ فرمایا کہ پھر اللہ سے مدد چاہو، اللہ کی طرف رجوع کرو، دھیان اس کی طرف دو اور اس سے مدد چاہو اور پھر اس کے بعد معاملہ کرو، پھر ان میں تلوار چلاؤ ! پہلے پہل یہ یہ کوششیں کر لو تاکہ بغیر تلوار چلائے معاملات حل ہو جائیں، یہ کوشش ہوتی تھی اخیر حد تک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ! کیونکہ آپ دنیا کو دَارُ الْاَمْنِ، دَارُ الْاَمَانِ اور دَارُ الْاِسْلَامِ جنت کا نمونہ بنانے کے لیے تشریف لائے تھے، خون ریزی کے لیے تشریف نہیں لائے تھے، خون ریزی تو پہلے سے ہو رہی تھی، آپ کے آنے سے پہلے ظلم و ستم اور تاریکی و اندھیر گھری تھی، آپ کے آنے کی برکت

سے خون ریزی ختم ہوئی اور صلح اور محبت کا ماحول پیدا ہوا، پہلے کوشش ہوتی تھی کہ بغیر تلوار کے یہ چیزیں حل ہو جائیں پھر بھی کوئی حل نہ ہو تو پھر یہ فرمایا ! یہ ترتیب ہر جرنیل کو ہر کمانڈر کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سکھا رہے ہیں ! !

اب ایک اور چیز ہے جس کے بارے میں آپ بیان فرما رہے ہیں بیت السلام میں جس میں ہدایات مارشل قوانین بتا رہے ہیں اگر یہ ہو جائے پھر تم نے کسی قلعے کا محاصرہ کیا دشمن قلعے میں محصور ہو گیا..... اب اگر وہ کہیں تم ایسا کرو معاہدہ کر لو ہم سے طے کر لو، اور اللہ اور رسول کا ذمہ اس کے بیچ میں لاؤ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سکھا رہے ہیں فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ اس میں تم اللہ اور اللہ کے نبی کا ذمہ ہرگز نہ کرنا، کہنا کہ اللہ اور رسول کا جو ذمہ ہے وہ بیچ میں مت لاؤ، ہم جو بات اس وقت سمجھتے ہیں مناسب جو تم سمجھتے ہو اگر ہماری سمجھ میں آئی تو ہم اپنی ذمہ داری پر تم سے معاہدہ کرتے ہیں اللہ اور رسول کے ذمہ پر نہیں ! کیونکہ اللہ اور رسول کا جو ذمہ ہے وہ ہمیں کیا معلوم کیا ہے ؟ وحی کا سلسلہ تو ابھی جاری ہے جب تک رسول اللہ ﷺ حیات ہیں احکامات اترتے رہتے تھے اور بدلتے بھی رہتے تھے تو تم تو دور ہو محاذِ جنگ پر اور میں مدینہ منورہ میں ہوں تو اللہ اور رسول کا ذمہ کیا ہے ؟ یا اس وقت حالات کا تقاضہ کیا ہے ؟ اللہ کیا چاہتا ہے ؟ اللہ کا رسول کیا چاہتا ہے ؟ تم یہ نہیں جان سکتے !

پہلے سے کوئی مسئلہ اگر تمہیں معلوم بھی ہے اور اس پر معاہدہ کر لیا اللہ اور رسول کے ذمہ پر تم نے اور انہوں نے توڑ دیا تو اب کیا کرنا ہے ؟ معاملہ تو اللہ اور رسول کے ذمہ پر ہوا تھا تو اب کیا کرنا ہے ؟ تو میں تمہیں نہیں بتا سکوں گا کیونکہ تم مجھ سے دور ہو، محبِ وحی دور ہے تم سے جس پر وحی اترتی ہے وہ دور ہے مدینہ منورہ میں، تم امتحان میں پڑ جاؤ گے تمہارے لیے مشکلات ہو جائیں گی کہ اب ہم کیا کریں ؟ کیونکہ ہم نے اللہ اور رسول کو بیچ میں ڈالا ہے، اللہ اور رسول کا کیا منشاء ہے ؟ اس کے مطابق ہم کیا کریں ؟ وہ تو آزاد ہیں وہ تو کافر ہیں، وہ چاہے یہ کریں، چاہے وہ کریں، انہیں پرواہ نہیں، تم آزمائش میں پڑ جاؤ گے، تمہارے لیے جنگی مشکلات اور سیاسی دونوں قسم کی مشکلات کسی وقت پیدا

ہو جائیں گی اور تم انہیں روکو، نہیں ابھی ٹھہر جاؤ اللہ اور رسول کا ذمہ معلوم کر کے پھر بتائیں گے تو پھر تمہیں میرے پاس آدمی بھیجا پڑے گا، نہ معلوم کتنا وقت لگے اس کے آنے میں اور پھر جانے میں ؟ اور پھر دشمن مہلت دے نہ دے، دسیوں مسائل ہیں

اس لیے فرمایا فَلَا تَجْعَلُ ایسا نہ کرنا، اپنی ذمہ داری پر معاہدہ کرنا، نہیں بس ہم جو اس وقت مناسب سمجھیں گے تم بتاؤ ان ان پر چیزوں پر ہمارا تمہارا معاہدہ ہے، اب اگر وہ توڑیں گے تو آپ بھی توڑ دیں کیونکہ اللہ اور رسول کا ذمہ نہیں ہے، تم اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر کر جو چاہو فیصلہ کر سکو گے آسانی ہوگی تم پابند نہیں ہوں گے تو یہ سکھا رہے ہیں نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ انتہائی باریک نظر ان کو سکھایا کہ یہ اس طرح کرنا ہے

تو فرمایا وَلٰكِنْ اِجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ اَصْحَابِكَ تو میں اور میرے ساتھی جو بھی جرنیل میرے ساتھ میرے ماتحت ہیں ہر ہر فوجی سے تھوڑا مشورہ کرتے ہیں وہ تو فوجی تو بہت سارے ہوتے ہیں جو چند ہوتے ہیں ان ہی سے مشورہ ہوتا ہے فیصلہ ہوتا ہے باقی سب اطاعت کرتے ہیں ان پر بس مشورہ ہو گیا اور امیر کا حکم آیا بس ختم، ایک ایک سے مشورہ کرو تو پھر تو دس دن میں بھی مسئلہ حل نہیں ہوگا، تو بس اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ذمہ داری پر کوئی معاملہ کرنا، اس لیے کہ اگر کوئی بد عہدی کرنی پڑ گئی کسی وجہ سے تمہیں چاہے ان ہی کے کسی عمل کی وجہ سے تم کہنا چاہو کہ نہیں ہم یہ معاہدہ ختم کرتے ہیں تو تمہارے لیے آسانی ہوگی تو تم کہو گے ہم نے کیا تھا ہم ہی ختم کر رہے ہیں، اللہ اور رسول کا ذمہ بیچ میں نہیں ہے اس لیے اگر معاہدہ کو توڑنا پڑ گیا تو فَانْتَكُمْ اَنْ تُخْفَرُوا ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ اَصْحَابِكُمْ اَهُونُ مِنْ اَنْ تُخْفَرُوا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهِ اس لیے کہ اگر معاہدہ ختم کرنا پڑتا ہے کسی وجہ سے تو یہ تمہارے لیے آسان ہوگا بہ نسبت اللہ اور رسول کے ذمہ کو توڑنے کے، اس میں پتا نہیں ہوگا تمہیں کہ اللہ اور رسول کا ذمہ کیا ہے ؟ کیا منشاء ہے ؟ کیا کرنا ہے ہم نے آگے ؟ تو پھر تم آزمائش میں پڑ جاؤ گے، اپنی ذمہ داری پر معاہدہ کرو ! بہت اہم نکتہ نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ نے ان کو سکھایا اور اہمیت بھی بتادی کہ اللہ اور رسول کا ذمہ کتنا اہم ہوتا ہے، معمولی بات نہیں ہے !

ارشاد فرمایا اگر اَهْلُ حِصْنٍ کا تم محاصرہ کیے ہوئے ہو اور وہ آپ سے یہ تمنا رکھیں تو قہر کریں مطالبہ کریں کہ ہمیں باہر آنے دو، نکلنے دو، ہم اتر آتے ہیں لیکن بیچ میں اللہ اور رسول کا ذمہ بناؤ، فرمایا ہرگز ایسا نہ کرنا، کیا پتا اس کے پیچھے ان کی چال ہو وہ تو اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور تم اللہ اور رسول کے ذمہ کی وجہ سے آزمائش میں پڑ جاؤ گے کہ ہم اللہ اور رسول کو ذمہ بنا کر بیچ میں ڈال کر اس چیز کے پابند ہیں، اب کیا کریں؟ توڑیں، نہ توڑیں؟ ہرگز اس طرح نہیں کرنا، لیکن ان کو کہو کہ اس چیز پر اتر آؤ اپنی ذمہ داری پر عَلٰی حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لَا تَذَرُنِي، أَنْصِيبَ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ أَمْ لَا؟ کیونکہ تمہیں پتہ ہی نہیں چلے گا کہ اللہ کا حکم تم ان میں جاری کر رہے ہو یا نہیں کر رہے وہ کیا ہے؟ وہ نہیں پتا چل سکتا تمہیں وہاں پر ایسے موقعوں پر چند جو اہم چیزیں جو آچکی تھیں كُنَيْاتُ الرُّسُولِ وہ تو سکھا دیے کیونکہ اس پر تو چلنا ہے لیکن جزئیات جو پیش آتے ہیں وقتاً فوقتاً اب یہ صورت حال، اب یہ صورت حال، اب یہ اور اب یہ! تو اپنی صواب دید پر ساتھیوں کے مشورے سے کرتے رہو تاکہ اس میں رڈ و بدل بھی ساتھیوں کے مشورے سے جب چاہو کر لو تو گویا یہ بھی شرعی حکم ہی بن گیا کہ اس چیز میں تمہیں اپنے آپ اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر کر شریعت نے اختیار دے دیا کہ یہ کام اس طرح انجام دے دو یہ بھی ایک شرعی حکم ہے!

تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جرنیل کو، فوجی کو، کمانڈر کو یہ فوجی ہدایات سکھلائیں! یہ سیاسی بھی ہیں اور فوجی بھی ہیں دونوں طرح کی ہیں، ساری چیزیں اس میں آگئیں، اس میں سیاسی فائدے بھی ہیں اور فوجی فائدے بھی ہیں بین الاقوامی سرحدوں کے فائدے بھی احکام آگئے کیسے کرنا ہے یہ تمام چیزیں ہمیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے سکھائی ہیں اور بتلائیں ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی سمجھ بھی دے اور عمل کی توفیق بھی دے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے!

وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



## اخبار الجامعہ

﴿جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور﴾



۳۳ دسمبر ۲۰۲۵ء کو حضرت مولانا منہاج الحق خان راشد صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور جامعہ کے مہتمم مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی اور مہتمم صاحب کو بطور ہدیہ کتابیں بھی پیش فرمائیں بعد ازاں شیخ الحدیث حضرت مولانا خالد محمود صاحب سے بھی ملاقات فرمائی اور واپس تشریف لے گئے۔

اسی روز جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا سلیم صاحب پھول نگر والے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مہتمم صاحب سے ملاقات فرمائی، بعد ازاں واپس تشریف لے گئے۔

۳۴ دسمبر کو کراچی سے حاجی نذیر صاحب اور فیصل آباد سے حبیب الرحمن صاحب مع رفقاء جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مہتمم صاحب سے ملاقات کی، خانقاہ حامدہ میں چائے نوش فرمائی بعد ازاں واپس تشریف لے گئے۔

۱۵ دسمبر کو کراچی سے حضرت مولانا سلمان یسین صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مہتمم صاحب سے ملاقات فرمائی اور خانقاہ حامدہ میں چائے نوش فرمائی، بعد ازاں واپس تشریف لے گئے اسی روز برادر کبیر جناب شیخ عتیق انور صاحب برادر مفتی محمد بن جمیل صاحب و مولوی محمد سلمہ جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مہتمم صاحب سے ملاقات فرمائی۔

۱۹ دسمبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم مولانا عکاشہ میاں صاحب، حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی صاحب کی تعزیت کے لیے ایگریکس ناؤن تشریف لے گئے جہاں حضرت مولانا سہیل عرفان صاحب سے تعزیت کی، بعد ازاں واپس تشریف لے آئے۔

۲۱ دسمبر ۲۰۲۵ء بروز اتوار جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم مولانا عکاشہ میاں صاحب، فاضل جامعہ

مولانا محمد سلیم صاحب کی پر خلوص دعوت پر پھول نگر کے گرد و نواح کے دورہ کے لیے تشریف لے گئے، فاضل جامعہ مدنیہ جدید مولانا محمد عظیم صاحب، مولانا محمد مبین صاحب اور مفتی محمد سفیان معاویہ صاحب امیر جمعیت علماء اسلام ضلع قصور نے پر تباک استقبال کیا جماعتی حال و احوال پر طویل گفتگو ہوئی۔

اس کے بعد ڈیرہ جمعیت علماء اسلام تشریف لے گئے اور دعا فرمائی اور کھانا کے بعد لگے سرائے کی طرف روانہ ہوئے، ڈیرہ رانا ماسٹر محمد یامین صاحب کے ہاں تشریف لے گئے اور دعائے خیر فرمائی بعد ازاں رانا محمد ارشاد صاحب اور بھائی ذوالقرنین صاحب کے ڈیرے پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی اور مدرسہ عمر بن خطابؓ میں نماز ظہر ادا کی

بعد ازاں کوٹ و سن مدرسہ عربیہ فیضانِ محمود میں تشریف لے گئے اور نماز عصر ادا کی، بعد ازاں پھول نگر جامعہ مظاہر العلوم المدنیہ میں تشریف لے گئے اور مولانا عبدالعزیز صاحب کی رفاقت میں خانکے موڑ حضرت مولانا خالد زبیر صاحب سے ملاقات کی اور نماز مغرب ادا فرمائی۔ بعد ازاں جمہر کلاں جامعہ رحیمیہ قادریہ میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحمن صاحب نقشبندی رحیم یار خان والے خلیفہ و مجاز پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندیؒ اور مہتمم جامعہ حضرت مولانا قاری شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہم سے ملاقات کی، بعد ازاں تمام احباب نے شیخ و مرشد حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نور اللہ مرقدہ کے انتقال کے بعد مولانا عکاشہ میاں صاحب کی تشریف آوری پر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔



قطب الاقطاب عالم ربانی محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہ

محمود الملة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں نور اللہ مرقدہ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جاسکتے ہیں

<http://www.jamiamadniajadeed.org>

## وفیات

## موت العالم موت العالم

☆ ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۴۷ھ / ۱۳ دسمبر ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے شاگرد، شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ کے ہم سبق پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا صاحبزادہ پیر عبد الرحیم صاحب نقشبندیؒ طویل علالت کے بعد چکوال میں انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ آپؒ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان، تلامذہ، متعلقین اور تمام وابستگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین

☆ ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۴۷ھ / ۱۴ دسمبر ۲۰۲۵ء بروز اتوار پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے ! اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان، تلامذہ، متعلقین اور تمام وابستگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین

☆ ۸ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ / ۲۹ دسمبر ۲۰۲۵ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ و مجاز حضرت مولانا پیر سید مختار الدین شاہ صاحبؒ کو بوعہ شریف کو ہاٹ میں انتقال فرما گئے، حضرتؒ کی پوری زندگی دین اسلام کی خدمت، سنت نبوی کے فروغ، اصلاح معاشرہ اور روحانی تربیت کے لیے وقف رہی، علم و عمل کا حسین امتزاج، اخلاص و تقویٰ اور امت کا درد آپ کی شخصیت کے نمایاں اوصاف تھے اللہ تعالیٰ حضرتؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز پسماندگان اور جملہ تمام وابستگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین

☆ ۲۱ دسمبر کو بانی جامعہ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے شاگرد، قاری نذیر احمد صاحبؒ (فاضل جامعہ مدنیہ و امام کی مسجد انارکلی) کے چھوٹے بھائی، مکی مسجد انارکلی کے مہتمم مولانا قاری محمد اسامہ سالم صاحب کے چچا قاری علیم الدین صاحبؒ طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے۔

☆ ۲۳ دسمبر کو جانشین خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سفیان صاحب قاسمی (دارالعلوم دیوبند وقف کے مہتمم) کے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد سلمان صاحب قاسمی انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین

☆ ۱۰ دسمبر کو جامعہ مدنیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب مدظلہم کے ربیب مولانا محبوب علی صاحب کے نومولود بر خوردار محمد مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔

☆ ۱۱ دسمبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے خادم چاچا شان الہی کے والد رفیق صاحب مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔

☆ ۱۴ دسمبر کو جامعہ مدنیہ لاہور کے مدرس حضرت مولانا مفتی محمد زبیر صاحب مدظلہم کے والد گرامی انتقال فرما گئے۔

☆ ۲۰ دسمبر کو مکتبہ سید احمد شہید لاہور کے مالک اشفاق خان صاحب کی اہلیہ صاحبہ وفات پا گئیں۔

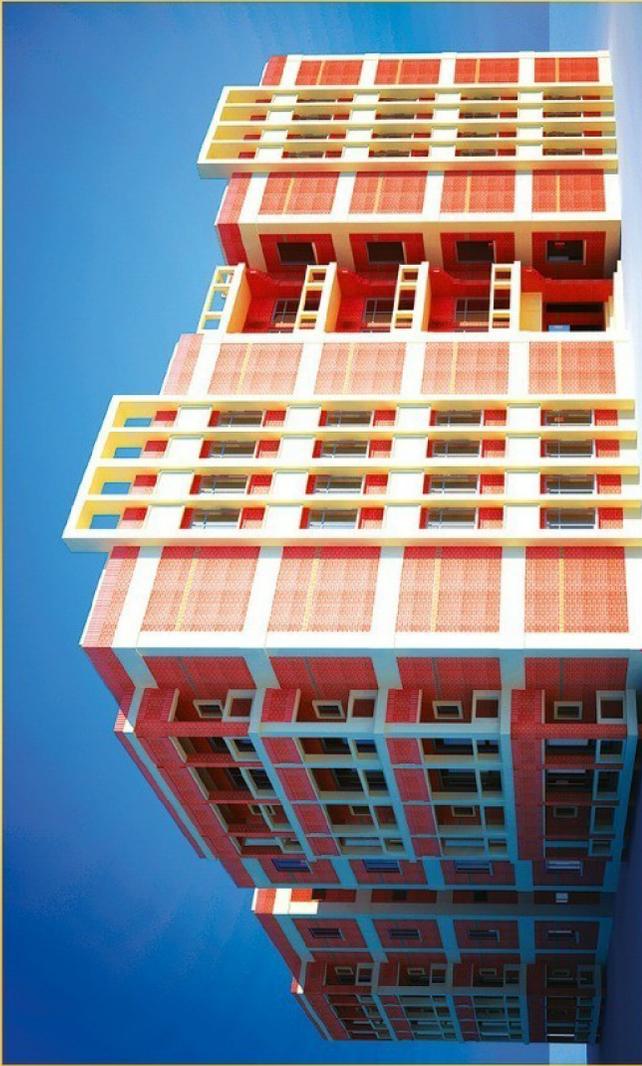
☆ ۲۵ دسمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم کے بڑے بھائی حافظ انعام صاحب مرحوم کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

☆ ۳۰ دسمبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے ڈرائیور محمد عبداللہ کی خالہ صاحبہ مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔



MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67



جامعہ مدنیہ جدید کراچی تعمیر دار الاقامتہ (ہاسٹل)

+92 333 4249301

+92 333 4249302

[jmj786\\_56@hotmail.com](mailto:jmj786_56@hotmail.com)

[jmj\\_raiwindroad](https://twitter.com/jmj_raiwindroad)

+92 335 4249302

[jamiamadniajadede](https://www.youtube.com/channel/UCjmiadniajadede)

[jamiamadnia.jadede](https://www.facebook.com/jamiamadnia.jadede)

[jamiamadniajadede.org](https://www.jamiamadniajadede.org)